کتاب و سنّت اور اسلافِ اُمّت کی تعلیمات کا علمبردار

THE TIME IS NOW.
VOTE!
FOR BETTER
FUTURE

ماہنامہ

اشرف الجرائد
حیدرآباد

Volume:17 Issue:5 May 2024

مُدیر
مولانا محمد عبدالقوی

اِدارہ اشرف العلوم ٹرسٹ حیدرآباد

www.iauth.in

اشرف الجرائد میں شامل تمام مضامین کی تمام جزئیات سے مدیر کا اتفاق ضروری نہیں

آئینۂ مضامین

اشرف الجرائد کی توسیع واشاعت میں حصہ لے کر اشاعتِ دین کا ثواب حاصل فرمائیں۔ادارہ

درسِ قرآن



مسلمانوں کے مابین اتفاق واتحاد نعمتِ خداوندی ہے

از: مولانا مفتی محمد احمد علی قاسمی*

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ　بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۚ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۳﴾ يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۴﴾ (الانفال)

ترجمہ: اللہ نے ان کے دلوں میں ایک دوسرے کی الفت پیدا کردی، اگر تم زمین بھر کی ساری دولت بھی خرچ کر لیتے تو ان کے دلوں میں یہ الفت پیدا نہ کر سکتے؛ لیکن اللہ نے ان کے دلوں کو جوڑ دیا، یقیناً وہ اقتدار کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک، اے نبی! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے لئے تو بس اللہ اور وہ مومن لوگ کافی ہیں جنہوں نے تمہاری پیروی کی ہے۔

توضیح: اسلام سے قبل اہلِ عرب آپسی تنازعات وتخاصمات کے شدید ترین فتنہ میں اِس قدر گھرے اور پھنسے ہوئے تھے کہ ان کے مابین جنگ وفساد اور قتل وقتال کا ایک نہ ختم ہونے والا دور دورہ اور سلسلہ تھا، اسی طرح ہجرتِ نبوی سے قبل اہلِ مدینہ بھی قبائلی لڑائیوں اور جھگڑوں کی وجہ سے باہم ایک دوسرے سے متنفر ومتوحش تھے، اس طرح پورے حجاز میں اتفاق واتحاد گویا ایک ناممکن اور محال درجہ کی چیز متصور ہوگئی تھی؛ حالاں کہ باہمی اتفاق واتحاد ملک کی سلامیت وحفاظت، اہلِ وطن کے جان ومال اور عزت وآبرو کے تحفظ اور معاشی واقتصادی ترقی وبقا کے لئے کس درجہ ضروری اور لازمی ہیں وہ اہل فہم وعقل سے مخفی نہیں ہے۔

اسلام جب ابرِ رحمت بن کر اُن پر چھایا، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک اور پُراثر صحبت اُنھیں میسر ہوئی اور قرآن کی بیش بہا اور لازوال تعلیمات وہدایات اُنھیں نصیب ہوئیں تو اُن کی گویا پوری زندگی کی کایا پلٹ گئی، اور اب یہی نفرت وعداوت بغض وعناد اور توحش وتنفر کے بجائے اُن کے دل ایک دوسرے کے لئے شیر وشکر اور ایک دوسرے کے تئیں ان کے جذبات واحساسات برادرانہ اور اخوت وبھائی چارگی کے ہوگئے۔

قرآن حکیم کی مذکور الصدر آیات میں حق تعالیٰ شانہ مسلمانوں کو اپنی اس نعمتِ واحسان کو یاد دلاتے ہوئے

* استاذ حدیث وفقہ ادارہ ہذا

اوراس کی اہمیت وعظمتِ شان کوجتلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تم لوگوں کے دلوں میں باہمی الفت ومحبت جوہم نے پیدا کی ہے یہ ایسی وقیع عظیم اوربیش بہا نعمت ہے کہ دنیا بھر کی دولت وسامان خرچ کر کے بھی تم حاصل نہیں کر سکتے ،معلوم ہوا کہ الفت ومحبت کا پیدا ہونا ایک انعامِ خداوندی ہے،جس کوایمان وعملِ صالح کے اختیار کرنے پر حاصل کیا جاسکتا ہے، اور یہ دولت خدا کے نافرمانوں باغیوں کو حاصل نہیں ہوسکتی ،اور نہ دنیوی ساز وسامان اور اسباب وتدابیراس کے حصول کا سبب بن سکتے ہیں۔

ایک اورجگہ ارشاد ہے:''وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ''اس میں اختلاف وتفرقہ سے بچنے کی یہ تدبیر بتلائی گئی ہے کہ سب مل کر اللہ کی رسی یعنی قرآن یا شریعتِ اسلام کومضبوط تھام لیں تو سب آپس میں خود بہ خود متفق ہوجائیں گے اور باہمی تفرقے ختم ہوجائیں گے،آج اتفاق اتفاق تو سب پکارتے ہیں مگر اتفاق کے معنیٰ ہر شخص کے نزدیک یہ ہوتے ہیں کہ لوگ میری بات مان لیں تو اتفاق ہوجائے ، حالاں کہ جب رایوں کا اختلاف اہل عقل ودیانت کے نزدیک ناگزیر اورضروری ہے تو یہ ظاہر ہے کہ اگر ہر شخص دوسرے کے ساتھ متفق ہونے کواس پر موقوف رکھے کہ دوسرا اُس کی بات مان لے تو قیامت تک آپس میں اتفاق نہیں ہوسکتا، بل کہ اتفاق کی صحیح اور فطری صورت وہی ہے جوقرآن نے بتلائی کہ دونوں مل کر کسی دوسرے کی بات کوتسلیم کرلیں اور تیسرا وہی ہونا چاہیے جس کے فیصلے میں غلطی کا امکان نہ ہو، وہ ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ ہی ہوسکتے ہیں ،اس لئے آیتِ مذکورہ میں یہ ہدایت فرمائی گئی کہ سب مل کر اللہ کی کتاب کومضبوط تھام لوتو آپس کے جھگڑے ختم ہوکر اتفاقِ کامل پیدا ہوجائے۔''(معارف القرآن:۴/ ۲۷۸)

آج پوری دنیا میں مسلمان دینی ودنیوی اعتبارات سے جس زوال وانحطاط سے گذر رہے ہیں اور جماعتوں اورافراد کے درمیان میں جس درجہ کا اختلاف وبُعد مشاہدہ میں آرہا ہے،اُس کی وجہ آیتِ قرآن کی روشنی میں یہی نظر آتی ہے کہ اللہ کی رسی (یعنی قرآن حکیم اورشریعتِ اسلامیہ) کومضبوطی کے ساتھ تھامنے کے بجائے ہرفردو جماعت کواپنی ہی رائے اوراپنے ہی خیال کے صحت پر اِس درجہ اصرار اورشدت ہے کہ دوسرے کا نظریہ ناقابلِ قبول اور کافی حدتک مذموم بھی ہے، اِس صورتِ حال کے نتیجے میں امت کا شیرازہ بکھرتا اور منتشر ہوتا ہوا نظر آرہا ہے،اورامت مضبوط وپائدار اتفاق واتحاد سے محروم ایک بےسہارا قوم کی طرح ہوگئی ہے اوراُدھر دشمن اپنی پوری قوت وجمعیت کے ساتھ حملہ آور ہے۔

موجودہ سنگین صورتِ حال کو بدلنے کے لئے ضروری ہے کہ اہلِ ایمان ایمانی صفات پر آجائیں اور اعمالِ صالحہ کے ساتھ شریعتِ اسلامی کے پابند ہوجائیں ،رایوں کے اختلاف کواگر خلوصِ دل سے قبول کریں، ایک دوسرے کے لئے عزت واحترام کواپنے دل میں جگہ دیں،توکوئی بعید نہیں کہ اللہ پھر اپنی اُس نعمت واحسان سے امتِ مسلمہ کومشرف فرمائیں،جس کا ذکر آیتِ مذکورہ میں ہے۔



درسِ حدیث

قرآن کے خاص حقوق

از: مولانا خواجہ نصیر الدین قاسمی*

وَعَنْ عُبَيْدَةَ الْمُلَيْكِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ! لَا تَتَوَسَّدُوا الْقُرْآنَ وَاتْلُوهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ مِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَفْشُوهُ وَتَغَنَّوْهُ وَتَدَبَّرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ وَلَا تَعَجَّلُوا ثَوَابَهُ فَإِنَّ لَهُ ثَوَابًا۔ (رواہ البیہقیؒ فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت عبیدہ مُلیکی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اے قرآن والو! قرآن کو اپنا تکیہ اور سہارا نہ بنالو، بل کہ دن اور رات کے اوقات میں اس کی تلاوت کیا کرو جیسا کہ اس کا حق ہے، اور اس کو پھیلاؤ، اور اس کو دلچسپی سے اور مزہ لے لے کر پڑھا کرو، اور اس میں تدبر کرو، اُمید کہ تم اس سے فلاح پاجاؤ گے، اور اس کا عاجل معاوضہ لینے کی فکر نہ کرو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا عظیم ثواب اور معاوضہ (اپنے وقت پر) ملنے والا ہے۔

تشریح: قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کو حفظ کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے، جو قلوب کلامِ الٰہی سے منور ہیں، جنھیں حاملینِ قرآن ہونے کا عظیم شرف حاصل ہے، وہ یقیناً خواص امت اور مقربین بارگاہِ رب العزت میں شامل ہیں، اُنھیں عام لوگوں سے بڑھ کر فضل و مرتبہ سے سرفراز کیا گیا، نہ صرف دنیا میں بل کہ عالمِ آخرت میں بھی اُن کے لئے بلند مقامات اور عظیم ترین رُتبے ہیں۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

نبی رحمت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کے اس افضل ترین طبقے یعنی حفاظِ قرآن اور علماءِ دین کو چند نصیحتیں فرمارہے ہیں: ۱) **قرآن کریم** (کی اس عظیم دولت) **پر تکیہ کر کے مت رہو:** کہ ہم حافظِ قرآن ہیں، ہم حاملینِ قرآن ہیں، قرآن حفظ کرلیا ہے، اب ہمیں کسی بات کی فکر نہیں، دنیا میں بھی عزت مل گئی اور آخرت میں بھی

* استاذ شعبہ عالمیت ادارہ ہذا

مل جائے گی، اور نتیجۃً دوسروں کو حقیر سمجھنے لگے، یا قرآن پاک کے یاد رکھنے کی فکر چھوڑ دی۔ اس کے تقاضوں کا خیال نہیں رکھا۔

۲) بل کہ اس کی تلاوت کا حق ادا کرتے رہو، صبح وشام کے اوقات میں اس کی با تجوید تلاوت کا اہتمام رکھو۔ یعنی جیسے رمضان المبارک میں اس کی تلاوت کا اہتمام رکھتے ہو، سنن ونوافل میں، تراویح میں، دن میں رات میں جب موقع ملتا ہے تلاوت کرتے رہتے ہو، یہ معمول صرف رمضان کی حد تک نہ رہے بل کہ سال کے بارہ مہینے اس کا اہتمام رکھے اور یومیہ اپنی تلاوت کا معمول مقرر کر کے اس کو پابندی سے نبھائے۔ ایک دور ختم ہوتے ہی دوسرا شروع کر دے۔

۳) اس کو اور اس کے پیغامِ ہدایت کو دوسروں تک پہونچاؤ۔ یعنی تم کو یہ دولت مل گئی اسی پر اکتفا نہ کرو بل کہ دوسروں کو بھی یہ قرآن با تجوید پڑھنا سکھاؤ، اور جن کو اللہ تعالیٰ نے اس کے معانی کا علم عطا فرمایا ہے، وہ بھی اس کے پیغام ہدایت کو دوسروں تک پہنچاتے رہیں۔ قرآن کریم میں جو نصیحت وعبرت کی باتیں، انبیاء علیہم السلام اور ان کی اقوام کے احوال، اور جنت کی نعمتوں اور جہنم کے عذابات کا، قدرتِ الٰہیہ کے مظاہر اور رب العالمین کی بیش بہا نعمتوں کا جو ذکر آیا ہے، اُسے دوسروں تک پہونچائیں اور عام کریں۔ تا کہ امتِ مسلمہ، اور اقوامِ عالم کو اپنے رب کی معرفت اور صراطِ مستقیم کی راہ نمائی حاصل ہو۔

۴) تلاوت دلچسپی اور خوش آوازی سے کرو۔ یعنی لطف اور مزے لے کر تلاوت کرے، تا کہ تلاوتِ آیات کا یہ سلسلہ جاری رہے، بیزارگی، اور خراب لب ولہجہ میں ہرگز تلاوت نہ کرو کہ تلاوت کا یہ مبارک عمل اور رب تعالیٰ سے شرفِ ہم کلامی منقطع ہو جائے۔

۵) اور اس میں غور وفکر کرو۔ یعنی تلاوت کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کے معانی ومطالب پر غور وفکر اور تدبر بھی کرے، اس غور وفکر کے نتیجے میں قلب پر قرآن کریم اثر انداز ہوگا، اس کے تقاضوں اور احکامات و ہدایات پر عمل کی توفیق نصیب ہوگی، یہ ایسی ہدایت ہے کہ اس وقت اس سے زبردست پہلو تہی پائی جارہی ہے، اگر ہر حاملِ قرآن یومیہ ایک دو آیات کا ترجمہ ومطلب اور مختصر تفسیر پڑھنے اور سمجھنے کا معمول بنالے تو اس حق کی ادائیگی کی ایک آسان شکل ہوگی۔ مذکورہ تمام نصائح پر دنیوی واُخری فلاح وکامرانی کا وعدہ ہے۔

۶) قرآن پاک کے پڑھنے پڑھانے اور سیکھنے سکھانے کا دنیا ہی میں معاوضہ کا طلب گار نہ ہو، کیوں کہ یہ اس کی طرف سے جلد بازی وعجلت ہوگی، اللہ پاک آخرت میں اس کو بہترین صلہ عطا فرمائیں گے اور ایسے انعامات سے نوازیں گے جس کی کوئی نظیر ومثیل نہیں ہے۔ اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضیٰ

ووٹ ضرور ڈالیے اور ذمہ داری سمجھ کر ڈالیے!!

اکابر علماءِ امت کی قوم وملت سے اپیل اور ضروری گذارشات

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔وبہ نستعین

اس وقت ملک میں لوگ سبھا انتخابات مرحلہ وار انجام پا رہے ہیں،اس میں باشندگانِ ہند اپنے حق رائے دہی کا استعمال کرکے ارکانِ پارلیمنٹ کا انتخاب کریں گے، یہ نہایت ہی اہم مرحلہ ہے کیوں کہ اس وقت حق رائے دہی سے اعراض یا اس کا غلط استعمال مرکز میں آئندہ پانچ سالوں کے لئے کسی ایسی حکمراں جماعت کو برسرِ اقتدار لانے کا سبب بنے گا جو باشندگانِ ہند کے حق میں غیر نافع بل کہ مضرت رساں ثابت ہوگا۔آئینِ ہند کے مطابق عوام الناس کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ جسے چاہیں اپنا حکمراں بنائیں اوراس کے زیر اقتدار ملک میں رہیں،عوام کی اسی جمہوری طاقت وحق کے سبب حکمراں جماعتیں عوام کو اپنی حمایت میں لینے اور خود کو اقتدار کے قابل دکھانے کے لئے مختلف طور طریق اور ہتھکنڈے استعمال کرتی ہیں۔سیاسی پارٹیوں اور قائدین میں کوئی اپنی سابقہ کارکردگی دکھا کر عوام کو راغب کرنے کی کوشش کرتا ہے تو کوئی مدمقابل جماعت (اپوزشن) کی خامیاں اور ناقص کارکردگی دکھا کر پبلک کو اپنے فیور میں کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے،کوئی روپئے پیسے لُٹا کر،کوئی وعدے سنا سنا کر،کوئی ہم وطنوں میں نفرتوں کی مسموم فضا بنا کر،کوئی سہولیات وتحفظات کے سبز باغ دکھا کر لوگوں کو لبھانے میں مصروف نظر آتا ہے۔

گزشتہ دہائیوں کی حکمرانیوں نے عوام کو یہ تجربہ دیا ہے کہ کوئی سیاسی جماعت اس قابل نہ رہی کہ اس پر بھرپور اعتماد کیا جائے اور زمامِ مملکت اُس کے حوالے کی جائے، جب سے حکمراں جماعتوں کا طرز حکمرانی بدلا ہے،عوام کے اعتماد کو ٹھیس پہونچی ہے، وہ ہر پنج سالہ میعاد میں حکمراں جماعت کو منتخب کرنے کے مرحلہ کے وقت شش وپنج میں مبتلا ہوجاتے ہیں کہ گذشتہ میعاد میں پُرامید ہوکر جس کو منتخب کیا تھا،اُس نے اُمیدوں پر پانی پھیر

دیا، اب دوبارہ اُسے منتخب کیا جائے یا دوسرے کو موقع دیا جائے ؟ اگر دوسرے کو موقع دیا جائے تب بھی رعایا مطمئن نہیں ہے کہ دوسری حکمراں جماعت اُن کی امیدوں کو برلائے گی اور رعایا پروری کرے گی؛ بل کہ پہلی جماعت سے زیادہ بدسلوکی سے پیش آنے کا خطرہ اُنھیں لگا ہوا ہے۔

نتیجتاً گذشتہ میعادوں میں یہ مشاہدہ ہوا کہ عوام رائے دہی سے گریز کررہی ہے اور رائے دہی کی اہمیت اور اس کا تناسب گھٹتا جارہا ہے ،لوگ یومِ رائے دہی کو چھٹی منا رہے ہیں ، رائے دہندوں کی اس روش نے رائے دہی کی لائق نئی نسل کو بھی اس سلسلے میں بالکل لاعلم اور بے پرواہ بنا رکھا ہے، ان کی نظر میں یہ کام کچھ زیادہ اہم نہیں ہے، اور اس سے بالکل غافل ہیں کہ ان کے حق رائے دہی کے استعمال سے ملک کو اور خود ان کو کیا فائدہ ہوگا اور نہ استعمال کرنے سے کن نقصانات سے اُنھیں دو چار ہونا پڑے گا۔

اس لئے انتخابات کے اعلان کے ساتھ ہی الیکشن کمیشن ، ریاستی حکومتیں ، سیاسی جماعتیں ، سبھی عوام الناس سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے ووٹر آئی ڈی درست کرلیں اور حق رائے دہی کا ضرور استعمال کریں ، بار بار توجہ دہانی کرائی جارہی ہے ، بل کہ ملک کی بدلتی صورتِ حال ، گرتی اقدار ، ظلم واستبداد اور تاناشاہی کی راہ پر گامزن حکمرانیوں کے پیشِ نظر دردمندانِ قوم وملت اور مذہبی قائدین بہ یک زبان ہیں اور مسلسل شعور بیداری میں مصروف ہیں کہ ملک کا ہر باشعور و رائے دہی کے قابل شہری اپنے حق رائے دہی کا ضرور استعمال کرے ، اس سلسلے میں بالکل غفلت سے کام نہ لے ، کسی قسم کا کوئی بہانہ نہ بنائے ، اور رائے دہی کے دن اپنا ووٹ ضرور ڈالے ، ملک اور اس کے دستور کو تباہ و برباد ہونے سے بچانے میں اپنا فریضہ ادا کریں۔

اسی ضمن میں چند اکابر علماء کے قوم وملت کے نام پیغامات پیش خدمت ہیں تا کہ لوگ ووٹ کی اہمیت کو سمجھ سکیں اور حق ووٹ استعمال کرنے کا عملی اقدام کریں۔

● حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی مدظلہ العالی (مہتمم دارالعلوم دیوبند)

’’ملک کے ذمہ دار حضرات سے ایک دردمندانہ گذارش کرنا چاہتا ہوں ، آپ حضرات کو علم ہے کہ ملکی انتخابات کا اعلان ہو چکا ہے ، اور یہ الیکشن بہت ہی اہم ہے ، اس سلسلے میں ہماری قومی وملی ذمہ داری ہے ، اس ذمہ داری کو ہم محسوس کریں ، ہمارا ووٹ دینا دستوری حق ہے ، قومی اور ملی فریضہ ہے ، حب الوطنی کا تقاضا ہے ، ہماری شہریت کا ایک مضبوط ثبوت اور معتبر شناخت ہے ، اس لئے سب سے پہلا کام تو یہ ہے کہ ووٹر لسٹ کا جائزہ لے کر اپنے گھرانوں میں اپنے پاس پڑوس میں ، اپنے اہلِ تعلق میں ۱۸ ر سال کی عمر پوری کرنے والے جن نوجوانوں ، بچوں اور بچیوں کا نام ووٹر لسٹ میں شامل نہ ہو ان کا اندراج کرایا جائے اور الیکشن کے دن ہر شخص کو ووٹ ڈالنے کا ذمہ دار بنایا جائے ، اس سلسلے میں کسی کو تعاون کی ضرورت ہو تو اس کا تعاون کیا جائے ، ووٹر کو

پولنگ بوتھ تک پہونچانے اور وہاں سے لانے کا انتظام کیا جائے ،اسی طرح مرد حضرات اپنی خواتین اور گھر کے جو ووٹر ہیں ان کو حفاظت کے ساتھ پولنگ بوتھ تک لے جا کر ووٹ ڈلوائیں ،غفلت کی وجہ سے کوئی ووٹ ضائع نہ ہونے پائے ، جو حضرات روز گار اور تعلیمی سلسلے میں دوسرے علاقوں میں مقیم ہیں وہ بھی کوشش کریں کہ الیکشن کے دن جہاں ان کا ووٹ ہے وہاں پہونچ کر اپنے ووٹ کا استعمال کریں، محلہ اور گاؤں کے ذمہ دار و دانشور، اور ائمہ وخطباء سے گذارش ہے کہ ان تمام کاموں کی ترغیب دیں ،نگرانی اور سر پرستی فرمائیں اور کام کرنے والوں کا بھر پور تعاون فرمائیں ، جو نوجوان ہائی اسکول پاس ہیں اور تھوڑی سی بھی انگریزی جانتے ہیں تو وہ جان کار لوگوں سے رابطہ کر کے اس کام کو کر سکتے ہیں اور اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکتے ہیں یہ وقت کا انتہائی اہم تقاضہ ہے، اس کو دنیا داری سمجھ کر نظر انداز نہیں کرنا چاہیے بل کہ ہمارا ملی تقاضہ ہے اور آئندہ آنے والے اوقات میں اس الیکشن کا بہت نمایاں اور بہت گہرا اثر سامنے آنے والا ہے، اس لئے اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں ، الیکشن کمیشن خود چاہتا ہے کہ با اثر حضرات اس کام کو آگے بڑھ کر کریں اور ان دونوں چیزوں کی طرف توجہ دیں، کوئی نوجوان جو ووٹ دینے کا اہل بن چکا ہے، اس کا نام ووٹر لسٹ میں شامل نہیں ہے تو فوراً اس کا نام کا اندراج کرایا جائے اور اپنے اپنے وقت پر تمام لوگ اپنے حق کا استعمال کریں۔

● حضرت مولانا سید ارشد مدنی مدظلہ العالی (صدر جمعیۃ علمائے ہند) ووٹ کی اہمیت اُجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ووٹ دینا خدا کی اتنی بڑی نعمت ہے کہ آپ ہندوستان کو جس رُخ پر لے کر چلنا چاہتے ہیں یہ آپ کے ووٹ کی طاقت کے ذریعہ ممکن ہے، ہر آدمی کو چاہے وہ کسی بھی سماج کا حصہ ہو، کسی بھی مذہب کا فرد ہو اگر وہ اپنے گھر میں بیٹھ کر ووٹ کی طاقت کھو دیتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ ملک کا وفادار نہیں ہے، آپ کو ووٹ ڈالنا چاہیے، آپ جس کو ووٹ ڈالنا چاہتے ہیں ضرور ڈالیے، آپ کو کوئی روکتا ہے مت رکیے، آپ ملک کو اس نہج اور اس راستے پر لے کر چلیے جس سے پورے ملک کا مفاد وابستہ ہے، اگر آپ ووٹ نہیں ڈالیں گے اس کا مطلب یہ کہ آپ نے ملک کو لاوارث چھوڑ دیا، ہر آدمی کو یہ سمجھنا چاہیے کہ میرے ووٹ کی یہ طاقت ہے کہ میں جس طرف چاہوں اس طرف اپنے ملک کو لے کر چلوں، لہذا اس طاقت کا استعمال کرنا چاہیے۔

● حضرت مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی دامت برکاتہم (رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) اپنے ایک صوتی پیغام میں مختلف افراد سے ووٹ ڈالنے کی اپیل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”آپ سب لوگ یہ بات بار بار مختلف لوگوں کی زبانوں سے سُن چکے ہوں گے کہ یہ الیکشن عام الیکشن نہیں ہے، یہ ہمارے ملک کا مستقبل طے کرے گا، آج میں بھارت کے ایک شہری کی حیثیت سے بھارت کے تمام

شہریوں سے، تمام ووٹرس سے ایک درخواست کرنے لئے حاضر ہوا ہوں، آپ کا ایک ووٹ بہت قیمتی ہے، بہت دور تک اس کے اثرات پڑیں گے، اس لئے آپ اپنے علاقے میں جو الیکشن کا دن ہو، خدا کے لئے آپ اس میں ووٹ ڈالنے ضرور نکلئے، میں تو یہ گذارش کرتا ہوں ہر محلے کے لوگ اپنے محلے میں کچھ ایکٹیویٹ لوگوں کی ایک کمیٹی بنا دیں، ایک گروپ تشکیل دیں، اور ہر گروپ کو کچھ گھر دے دیں آپ کی ذمہ داری ہے کہ ان گھروں میں جا جا کر ایک ایک ووٹر کو آپ پوری عزت کے ساتھ نکال کر لائیں اور بوتھس تک پہونچائیں، ووٹ ڈلوائیں اور پھر اس کو اس کے گھر پہونچائیں، خدا کے لئے اس کی اہمیت کو سمجھیں، اگر غفلت برتی تو آپ نے اپنا ووٹ بانٹ دیا کیوں کہ میں جانتا ہوں، آپ بھی جانتے ہیں کہ کئی کنڈیڈیٹ کھڑے ہو جاتے ہیں جن کو جیتنا نہیں ہوتا، اُن کے ووٹ تقسیم کرا کر جس کو آپ ہرانا چاہتے ہیں اس کو جتانا اُن کا مقصد ہوتا ہے، افسوس یہ ہے کہ مسلمانوں میں بھی ایسے بکاؤ لوگ اچھی خاصی تعداد میں ہیں، جو کچھ پیسے لے کر کھڑے ہو جاتے ہیں جو چند ہزار ووٹ کاٹ دیتے ہیں، آپ ہوشیار رہیے گا، دھیان رکھیے گا کہ آپ کا ووٹ تقسیم نہ ہونے پائے، اِدھر اُدھر کے کینڈیڈیٹ کو ووٹ مت دیجئے جو کینڈیڈیٹ نفرت پھیلانے والا کینڈیڈیٹ ہو یا اس پارٹی سے اس کا تعلق ہو، وہ سماج کو بانٹ رہا ہو، اس کو روکیے اور اس کے سامنے جو کینڈیڈیٹ اس پوزشن میں ہو جو اس کو ہرا سکتا ہو، اور یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں رہتی، صرف اُسی کو ووٹ ڈالیے، چاہے پرسنلی آپ اس کینڈیڈیٹ کو پسند نہ کرتے ہوں، اس وقت صورتِ حال ایسی ہوگئی ہے کہ اپنی پسند ناپسند سے زیادہ ہمیں اور آپ کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ ملک میں کس کا بھلا ہے۔"

ایک اور صوتی پیغام میں فرماتے ہیں:

"آپ سب جو ووٹ دے سکتے ہیں وہ ضرور ووٹ ڈالیں، جن کا نام ابھی درج نہیں اور درج ہو سکتا ہے تو ضرور، ضرور، اور ضرور اپنا نام ووٹر لسٹ میں درج کروائیں۔

اگر ووٹ دینے کا دن جمعہ پڑ جائے تو میں اپنے مسلم بھائیوں، بہنوں اور نوجوانوں سے تو یہ کہوں گا آپ صبح بہت جلدی (ووٹ ڈالنے) آیئے، تا کہ جمعہ کی نماز میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

موسم گرمی کا ہے مسلمان ووٹر ہوں یا ہمارے غیر مسلم بھائی بہن، نوجوان ہوں، وہ جتنی صبح سویرے جلدی آجائیں گے اتنی زیادہ گرمی سے پہلے ہی وہ ووٹ دے کر فارغ ہو کر اپنے گھر چلے جائیں گے، اس لئے بھی صبح جلدی آنا مفید ہوگا۔ اگر کسی وجہ سے کسی کو دیر ہو جائے تو ایک بہت بڑے مقصد کے لئے تھوڑی سی گرمی برداشت کر لیجئے، کچھ دیر لائن میں کھڑے ہو کر اپنی باری کا انتظار کر لیجئے، اس چھوٹی سی قربانی سے آپ بہت بڑی نیکی انجام دے لیں گے۔

جو ہمارے لوگ نوکری ملازمت مزدوری کرنے کے لئے دور جا کر کہیں رہتے ہیں ان سے میری گذارش ہے کہ وہ ذرا قربانی دیں اوراس جگہ پر پہونچ جائیں جہاں ان کا ووٹ پڑتا ہو، ویسے لوگ بھی ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔

اور میں تو یہاں تک کہنے کی جسارت کرتا ہوں کہ ان دنوں میں عمرے کے لئے جانے کے بہ جائے اپنا اپنا ووٹ ڈالنے کو ترجیح دیں، عمرہ تو پہلے بھی ہوسکتا ہے اور بعد میں بھی ہوسکتا ہے۔

اسی طرح تبلیغی جماعت میں جانے والے حضرات، میرے پیارے دوست ان سے بھی گذارش ہے کہ یا تو وہ ان دنوں جماعت میں نہ نکلیں یا نکلیں تو اپنی جماعت کے امیر سے قاعدے کے مطابق اجازت لے کر وہ ووٹ دینے کے دن اپنے جگہ پر واپس آجائیں، ووٹ ڈالیں اور پھر جائیں۔

● حضرت مولانا شاہ جمال الرحمٰن صاحب مفتاحی مدظلہ العالی (امیر شریعت تلنگانہ وآندھرا)

’’اپنے ووٹ کا صحیح استعمال کریں، سوفی صد کریں، جو لوگ نہیں خود چل کر نہیں جا سکتے اُن کو لے جانے میں مدد وخدمت کریں اور مال دار و بڑے شلوگ اپنے گھروں میں ووٹ ڈالنے کے بہ جائے آرام نہ کریں ، ووٹ ڈال کر آئیں، اس سلسلے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ ہو، ہماری بہت عرصے سے خواہش ہے کہ سوفی صد ووٹنگ کی اطلاع ملنی چاہیئے، گھر گھر جاؤ، آدمی کو لے کر آؤ۔ آپ دیکھیں گے کہ شادی کا رقعہ دینا ہوتو مال دار حضرات گھر گھر جاتے ہیں اس لئے کہ گھر کی شادی کا رقعہ ہے، بیٹے کا نکاح ہے، پوترے کا نکاح ہے، اس لئے ہر گھر کو جا کے رقعہ دیا جاتا ہے، جب اس سے کہا جاتا ہے کہ ارے بھائی! آپ نے کیوں زحمت کی؟ بچے کو بھجا دیتے! تو جواب دیتے ہیں: بھائی صاحب! ہمارے گھر کا مسئلہ ہے اس واسطے میرے کو ہی آنا پڑا۔ اللہ کے بندو! یہ پوری قوم کا مسئلہ ہے، کیوں اپنے گھروں سے نہیں نکلتے اور کیوں ووٹ نہیں ڈالتے؟

● حضرت مولانا محمد عبدالقوی صاحب مدظلہ العالی (بانی ومہتمم ادارہ اشرف العلوم ٹرسٹ حیدرآباد) نے اسمبلی انتخابات کے موقع پر ووٹ کی اہمیت بتاتے ہوئے فرمایا:

’’ووٹ ہمارا قانونی وشرعی حق ہے، اور امیدوار کے حق میں عوام کا مناسب نمائندہ ہونے کی شہادت ہے اس لئے ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہر ووٹ کا حق ضرور استعمال کریں۔ اس میں آپ اپنے اور اپنے لوگوں کے ووٹ کا استعمال کرنا نہ بھولیں اور ووٹ کا صحیح استعمال کریں، ضائع نہ کریں۔

ضائع کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ ووٹ ڈالنے ہی نہ جائیں، ایک صورت یہ ہے کہ فرقہ پرست امیدوار کو ووٹ دیں، ایک صورت یہ ہے کہ کمزور امیدوار کو ووٹ دیں جو جیت ہی نہ سکے، ایک صورت یہ ہے کہ ہم کئی امیدواروں کے حق میں بٹ جائیں۔

اس لئے مناسب ہے کہ حلقے کے امیدواروں اوران کے حالات پر اچھی طرح نظر کر کے کسی غیر فرقہ پرست سیکولر مزاج امیدوار کو جس کے جیتنے کی زیادہ امید ہے اپنا ووٹ دے کر مضبوط کریں۔

یاد رکھیں! ہماری تھوڑی سی غفلت فرقہ پرست امیدواروں کی جیت کا سبب بنے گی، جس کا خمیازہ ہم ہی کو بھگتنا پڑے گا، یہ مسلکوں، جماعتوں، پارٹیوں اور شخصیتوں کا مسئلہ نہیں ہے، پوری ملت کے چین وسکون اور امن وامان کا مسئلہ ہے۔ خدارا! اس مسئلے میں احساس واتحاد کا ثبوت دیں۔'' (اشرف المعارف: ۲۴۳)

اپنے ایک صوتی پیغام میں فرمایا: ''۱۳رمئی ۲۰۲۴ کو ہماری ریاست میں الیکشن ہوگا، اور قومی حکومت بننے کے واسطے ہوگا، اس لئے جب ملک میں مرکز صحیح ہوتا ہے تو ریاستیں صحیح ہوتی ہیں، مرکز خراب ہوتا ہے تو ریاستی خراب ہوتی ہیں، اس وجہ سے مسلمانوں کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ مرکز میں بننے والی حکومت کے سلسلے میں اپنے ووٹ کے حق کا استعمال کریں اور صحیح استعمال کریں۔ خاص طور سے ہمیں اپنی ریاست میں اس کی فکر کرنا ہے، ہم لوگ یہاں حیدرآباد میں رہتے ہیں اس لئے ہمیں سنجیدہ سوچ کو اختیار کرنا اور شعور کو آواز دینا ہے، حالات کو سمجھنا اور نفع نقصان میں فرق کرنا ہے، ملک کے لئے ملک میں رہنے والے تمام انسانوں کے لئے اور ملک میں رہنے والی ملتِ اسلامیہ کے لئے کیا بھلا ہوسکتا ہے؟ سوچ کر اپنے ووٹ کا استعمال کریں، عنداللہ جواب دہی کا احساس اپنے اندر پیدا کریں۔

پورے تلنگانہ کے تمام علماء کرام، تمام مکاتب فکر اور تمام جماعتوں اور مسلکوں کی طرف سے یہ پیغام یہاں کے مسلمانوں کو دیا جارہا ہے کہ آپ ووٹ کو ضائع نہ کریں، ووٹ ڈالیں اور صحیح جگہ پر ڈالیں۔ مسلمانوں کو اس مسئلے میں گھر میں نہیں رہنا چاہیئے، سونا نہیں چاہیے، خود بھی کرنا چاہیے اور جو اپنے اطراف ہیں اگر ان کو نہیں سمجھ میں آرہا ہے تو اُنھیں بھی ساتھ لے جاکر ان کا ووٹ بھی ڈلوانا چاہیے، اس کو عبادت سمجھ کر کرو، اس کو دین سمجھ کر کرو، اس کو مسجدوں، مدرسوں اور جماعتوں اور مسلکوں کی حفاظت کا وسیلہ سمجھ کر کرو، ورنہ سب پر آنچ آئے گی اور سب اس آگ میں جھلس سکتے ہیں، اب سوفی صد شعور کا، عقل کا، علم کا، پڑھے لکھے ہونے کا، سمجھ دار ہونے کا بڑے شہر کے شہری ہونے کا ثبوت آپ کو دینا ہوگا، اللہ آپ کو ہم کو سب کو سمجھ دے۔''

● حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ العالی (صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ) کیسے امیدوار کو ووٹ ڈالیں؟ اس سلسلے میں ۲۴رنومبر ۲۰۲۳ء کے شمع فروزاں میں راہ نمائی فرماتے ہیں:

''موجودہ حالات میں ایسے امیدوار کو تلاش کرنا جو دیانت اور صدق وراستی کے معیار کو مکمل طور پر پورا کرتا ہو، جوئے شیر لانے کے مترادف ہے، ایسے مواقع پر شریعت کا اصول یہ ہے کہ اگر دو برائیوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کے سوا چارہ نہ ہو تو کم تر درجہ کی برائی کا انتخاب کیا جائے، فقہاء نے بے شمار احکام کی

بنیاد اسی اصول پر رکھی ہے، اور آج کے حالات میں اس اصول کو اختیار کیے بغیر چارہ نہیں۔

ہندوستان ایک کثیر مذہبی اور کثیر تہذیبی ملک ہے، اس ملک کی آزادی میں تمام طبقات کا حصہ رہا ہے، اس کے لئے سبھوں نے قربانیاں دی ہیں، اور سب کے خون جگر سے مل کر اس سرزمین نے ترقی کا سفر طے کیا ہے، ملک کے دستور میں بھی اس کا لحاظ رکھا گیا ہے، مساوات، بھائی چارہ اور تہذیبی رنگارنگی ہمارے دستور کی روح ہے، ایک مذہب یا ایک تہذیب کی بالادستی دستور کی روح اور اس ملک کے معماروں کے خواب کے برعکس ہے، مگر افسوس کہ اس وقت بعض قوتیں دستور کی روح کے خلاف کام کر رہی ہیں، اور انہوں نے نفرت کو اپنا ایجنڈہ بنالیا ہے، اکثریت، اقلیت، ہندو مسلمان، ہندو سکھ، ہندو کرسچین، مسجد مندر اور مندر چرچ وغیرہ کے نام سے وہ الیکشن کے میدان میں اترتے ہیں اور اپنی نااہلی کو چھپانے کے لئے فرقہ وارانہ جذبات کو ابھار کر اقتدار تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں، ایسے عناصر سے بچنے کی ضرورت ہے، اس لیے ہمیں کم تر برائی کو اختیار کرنا چاہئے، اگر ایک امیدوار نے اپنا فرقہ پرستانہ نقطۂ نظر واضح کر رکھا ہے، اور اسی کی بنیاد پر لوگوں سے ووٹ مانگ رہا ہے، خواہ یہ خود اس کی رائے ہو، یا جس پارٹی نے اس کو امیدوار بنایا ہے، اس کا منشور ہو تو ایسے امیدوار کو ہرگز ووٹ نہیں دینا چاہئے، یہ ملک اور قوم کے ساتھ بے وفائی ہے، اس کے مقابلہ ایسے امیدوار کو ووٹ دیا جانا چاہئے جو کم سے کم اپنے منشور کے اعتبار سے ملک کے دستور سے وفاداری کا اظہار کرتا ہو اور ملک کے تمام شہریوں کے ساتھ برابری اور انصاف کی بات کہتا ہو، موجودہ حالات میں اس کا لحاظ رکھنا بے حد ضروری ہے۔''

● حضرت مولانا سید احمد ومیض ندوی زید مجدہٗ (استاذِ حدیث دار العلوم حیدرآباد) تحریر فرماتے ہیں:

ملک کی بدلتی صورتحال کے پیش نظر ملک کے ہر سیکولر باشندے کو بالعموم اور ہر مسلمان کو بالخصوص آنے والے انتخابات میں بھرپور ذمہ داری کا ثبوت دینا ہوگا؛ اس کے لیے ذیل میں دی گئی نکات پر عمل ضروری ہے:

ا۔ مسلمانوں میں 100 فیصد ووٹنگ کو یقینی بنانا ضروری ہے؛ انتخابات کے موقع پر اکثر مسلمان غفلت کا شکار رہتے ہیں؛ امت کا ایک بڑا طبقہ ووٹنگ میں حصہ ہی نہیں لیتا؛ مسلم نوجوان رائے دہی سے کتراتے ہیں؛ مسلم خواتین کی ایک بڑی تعداد ووٹ ڈالنے سے گریز کرتی ہے؛ بہت سے ضعیف اور بوڑھے احباب بھی رائے دہی کو اپنے لیے ایک نامرغوب عمل سمجھتے ہیں؛ ایسے میں ضروری ہے کہ مسلمانوں میں 100 فیصد ووٹنگ کو یقینی بنانے کے لیے درج ذیل باتوں پر عمل کیا جائے:

(ا) انتخابات سے قبل ہر ہر مسجد کے تحت محلے کے تمام افراد تک ڈور ٹو ڈور پہنچنے کا اہتمام کیا جائے؛ مسجد کمیٹی اور محلے کے نوجوانوں کی طرف سے مسجد کے اطراف کی تمام آبادی کا احاطہ کرتے ہوئے گھر گھر پہنچ کر انتخابات کی تاریخ کی وضاحت کرتے ہوئے گھر کے تمام افراد کو ووٹ ڈالنے کی تاکید کی جائے اور گھر کے

سر پرستوں کو ذمہ دار بنا کر مکلف کیا جائے کہ وہ اپنے گھر کے مرد وخواتین جوان اور بوڑھوں کو رائے دہی میں حصہ لینے کا پابند بنائیں؛ یہ کام ووٹنگ کی تاریخ سے چند دن قبل شروع کیا جائے؛ پورے محلے میں ووٹ کے تعلق سے عمومی شعور بیدار ہو جائے۔(۲) قبل از وقت پولنگ بوتھ سے ووٹر لسٹ حاصل کر لی جائے اور اپنے ناموں کے تعلق سے اطمینان حاصل کرلیا جائے۔(۳) الیکشن کے دن ووٹ ڈالنے والوں کو لے جانے کے لیے با قاعدہ نوجوانوں کی ایک ٹیم تشکیل دی جائے جن کا کام اپنی رائے دہی سے فارغ ہو کر محلے کے تمام افراد کی رائے دہی کو یقینی بنانا ہو؛ وہ گھر گھر پہنچ کر لوگوں کو پولنگ بوتھ تک پہنچانے کی باقاعدہ مہم چلائیں؛ خصوصیت کے ساتھ خواتین کو ان کے محرم مردوں کے ساتھ پولنگ بوتھ جانے کی ترغیب دیں؛ بہتر ہے کہ ضعیف اور بوڑھے احباب کو پولنگ بوتھ تک جانے کے لیے سواری کا انتظام کر دیا جائے۔(۴) انتخاب کے دن نماز فجر کے بعد اولین وقت میں رائے دہی کے عمل سے فراغت مناسب ہے اکثر لوگ بھیڑ کے اندیشے سے بہت تاخیر سے پولنگ بوتھ پہنچتے ہیں کبھی پہنچنے تک ووٹنگ کا ٹائم ختم ہو جاتا ہے؛ اس طرح ایک بڑی تعداد اپنے ووٹوں کے استعمال سے محروم ہو جاتی ہے؛ مسجد کمیٹی کے احباب کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایک ہفتہ قبل ہی سے مسجد میں مسلسل اعلان کرواتے رہیں کہ مصلیان مسجد اپنے اہل خانہ کے ساتھ الیکشن کے دن نماز فجر کے بعد اولین فرصت میں ووٹ ڈالنے کا اہتمام کریں۔(۵) جو لوگ اپنے وطن سے دور دوسرے مقامات میں قیام پذیر ہوں وہ وقت سے پہلے اپنے وطن پہنچنے کے انتظامات فرما لیں تاکہ ایک بڑی تعداد حق رائے دہی سے محروم نہ ہو جائے۔(۶) ملک کے ہزاروں مدارس میں ہزاروں طلباء قیام پذیر ہوتے ہیں ان کے ووٹوں کا استعمال بھی نہایت ضروری ہے؛ ارباب مدارس کو چاہیے کہ وہ دو دن قبل ہی طلبہ کو انتخابات کے لیے وطن پہنچنے کا پابند بنائیں تاکہ ہزاروں طلبہ اپنے ووٹوں کا استعمال کر سکیں۔

۲۔ مسلمانوں میں 100 فیصد ووٹنگ کو یقینی بنانے کے ساتھ دوسرا اہم ترین کام مسلم ووٹوں کو بکھرنے سے بچانے کا ہے اکثر موقعوں پر مسلم ووٹ سیکولر امیدواروں کے درمیان منقسم ہو جاتے ہیں؛ ووٹوں کا متحدہ استعمال وقت کا اہم تقاضا ہے اس کے بغیر ہم فرقہ پرست امیدواروں کو کامیاب ہونے سے نہیں روک سکتے اس وقت سارے اکابر ملت کی جانب سے اپیل کی جا رہی ہے کہ مسلمان مرکز میں فرقہ پرست جماعت کو اقتدار سے روکنے کے لیے غیر فرقہ پرست کے حق میں اپنے ووٹوں کا استعمال کریں۔

الغرض! اکابرینِ امت، علماءِ اسلام، اور دانشورانِ قوم وملت کی پر درد گذارشات اور اُن کی فکروں سے ملک کے حالات کو سمجھیں، اور حق رائے دہی کے دن اپنے اپنے مقام پر احساسِ ذمہ داری اور مستقبل کو ذہن میں رکھ کر ضرور ووٹ ڈالیں، گھر کا کوئی اہل فرد محروم نہ رہے۔ اللہ پاک فہم سلیم نصیب فرمائے۔ آمین

گوشہ سیرت

وہ اللہ کے رسول اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہیں

از: مرتب*

حضرت ابو بردہ؄ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حضرت جعفر بن ابی طالب؄ کے ہم راہِ حبشہ ہجرت کرنے کی ہدایت دی، ہم لوگ حبشہ پہونچ گئے، ہمیں دربار میں طلب کیا گیا تو حضرت جعفر؄ نے فرمایا کہ آپ لوگ کچھ نہ کہیں میں آپ سب کا ترجمان بن کر بات کروں گا۔

نجاشی اپنے دربار میں جلوہ افروز تھا، جب ہم وہاں پہونچے تو علماءِ نصاریٰ اور عباد وزہاد نے ہمیں روکا اور کہا کہ شاہی آداب بجالاؤ (یعنی باشادہ کے سامنے سر جھکاؤ) حضرت جعفر؄ نے کہا: ہم اللہ کے سوا کسی کے سامنے سجدہ ریز نہیں ہوتے۔ نجاشی نے پوچھا: کیوں سجدہ نہیں کرتے؟ کیا وجہ ہے؟

حضرت جعفر؄ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے ہمارے پاس ایک رسول کو بھیجا ــــ یہ وہی پیغمبر ہے جس کی آمد کی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ ''میرے بعد وہ تشریف لائیں گے اور ان کا نام احمد ہوگا'' ــــ ان کی تعلیم یہ ہے کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہ کریں، نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں۔ نجاشی کو ان کی باتیں اچھی لگیں۔

اس نے پوچھا: تمہارے ساتھی (پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں کیا خیال ہے؟ حضرت جعفر؄ نے جواب دیا کہ: وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جو پاک دامن عفیف مریم کے بطن سے پیدا ہوئے۔ نجاشی نے یہ سن کر زمین سے ایک تنکا اُٹھایا اور علمائے نصاریٰ و رُہبان سے مخاطب ہوا: عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی شان میں انہوں نے تنکا برابر بھی اضافہ نہیں کیا (یعنی حقیقت پر مبنی بیان دیا) پھر مسلمانوں سے کہا: تمہارے لئے اور تمہارے دین کے لئے بھی خوش آمدید، میں گواہ ہوں کہ وہ اللہ کے رسول اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی بشارت ہیں، اگر میں انتظام مملکت کی مشغولی میں نہ ہوتا تو قدم بوسی کرتا اور آپ کے نعلہائے مبارک اپنے سر پر رکھتا۔ تم لوگ میرے ملک میں جب تک چاہو رہو، اور درباریوں سے کہا کہ ان کے لئے قیام وطعام وخلعت کا انتظام کرو۔ (دلائل النبوۃ: ۲/ ۲۱۹)

* استاذ شعبہ عالمیت ادارہ ہذا

گوشۂ خواتین

اسلام کی باکمال خواتین

حضرت اُم ورقہ بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا

از: مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی*

نام ونسب:

اصل نام کا علم نہیں، آپ اپنی کنیت ام ورقہؓ ہی سے معروف ہیں، والد محترم کا نام عبداللہ اور جد اعلیٰ کا نام نوفل تھا، اس لئے انہیں والد کی نسبت سے ام ورقہ بنت عبداللہ اور جد اعلی کی نسبت سے ام ورقہ بنت نوفل دونوں طرح سے یاد کیا جاتا ہے، قبیلہ انصار سے تعلق رکھتی ہیں، علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے الاصابۃ میں ان کا سلسلہ نسب اس طرح لکھا ہے: ''ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث بن عویمر بن نوفل''۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ام ورقۃ بنت عبداللہ: ۴۸۹/۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

قبول اسلام:

ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس پر بیعتِ اسلام سے مشرف ہوئیں، اس کے بعد انہوں نے بڑے ذوق وشوق کے ساتھ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی، علامہ ابن اثیرؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے پورا قرآن مجید حفظ کرلیا تھا'' قال: و كانت قد قرأت القرآن'' (انہوں نے سارا قرآن مجید حفظ کرلیا تھا)۔

(اسد الغابۃ، ام ورقۃ بنت عبداللہ: ۳۹۶/۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

جرأت و بہادری:

غزوۂ بدر کی تیاری کے موقع پر خدمت نبوی میں حاضر ہوئی، اور عرض گذار ہوئیں! مجھے بھی غزوۂ بدر میں شرکت کی اجازت مرحمت کی جائے، میں زخمیوں کی خدمت اور مریضوں کی عیادت اور دیکھ بھال کروں گی، شاید اللہ عزوجل کے راستے میں مجھے بھی جامِ شہادت نوش کرنے کا موقع ملے، اور اس سعادت عظمیٰ و کبریٰ سے سرفراز ہوجاؤں۔

---

* ادارہ علم وعرفان، حیدرآباد، واستاذ حدیث دار العلوم دیودرگ

لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع سے ان کے حق میں ایک عجیب وغریب پیشین گوئی فرمائی کہ: تم گھر پر ہی رہو، اللہ عزوجل تمہیں گھر میں ہی شہادت عطا کریں گے ”قری بیتک، فإن اللہ یرزقک الشہادة“ اس طرح وہ غزوۂ بدر میں شرکت نہ کرسکیں، باوجود شوقِ شہادت و جوشِ جہاد کے اپنے آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے تابع وسرنگوں کر دیا۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ام ورقۃ بنت عبداللہ: ۸/ ۴۸۹، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

قرآن کریم کے ساتھ شغف اور عورتوں کی امامت

عبادت اور قرآن کریم کے ساتھ بے انتہا شغف تھا، قرآن کریم نہ صرف پڑھی ہوئی تھیں بلکہ قرآن کریم کی حافظہ بھی تھیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو عورتوں کا امام مقرر فرمایا، انہوں نے اپنے مکان کو عورتوں کے لئے مسجد اور سجدہ گاہ بنایا، وہ اپنے گھر میں عورتوں کی امامت کیا کرتیں، حتی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی خواہش پر ان کے یہاں ایک مؤذن بھی مقرر فرمایا، جن کی آواز سن کر قریب کی عورتیں ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر باجماعت نماز کی ادائیگی کے لئے حاضر ہوتیں۔ ”وکانت قد قرأت القرآن، فأستأذنت النبی ﷺ فی أن تتخذ فی دارھا مؤذنا، فأذن لھا“۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ام ورقۃ بنت عبداللہ: ۸/ ۴۸۹، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

بعض روایتوں کے الفاظ اس طرح ہیں: ”وکان النبی ﷺ قد أمرھا أن توم أھل دارھا، وکان لھا مؤذن، وکانت تؤم أھل دارھا“

(الطبقات الکبری لابن سعد، ام ورقہ بنت عبداللہ بن الحارث: ۸/ ۳۳۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو یہ اجازت مرحمت فرمائی تھی کہ وہ اپنے گھر کی عورتوں کی امامت کریں، ان کا ایک مؤذن بھی ہو، وہ اپنے گھر والوں کی امامت کریں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ نہایت شفیق ومہربان تھے، کبھی کبھی بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ ان کے گھر تشریف لے جاتے، ان کی دلجوئی فرماتے، ابن نعیم نے معرفۃ الصحابہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے فرماتے تھے ”انطلقوا بنا إلی الشھیدۃ نزورھا“

(معرفۃ الصحابۃ، الشہیدۃ الانصاریۃ وہی ام ورقۃ: ۶/ ۳۳۵۷، دار الوطن للنشر، الریاض)

شہادت

حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے پاس ایک غلام اور ایک باندی تھی

جن سے انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ وہ میرے مرنے کے بعد آزاد ہیں، ان بدبختوں نے جلد آزادی حاصل کرنے کی غرض سے ایک رات کو چادر سے ان کا گلا گھونٹ دیا، صبح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ آج رات ام ورقہؓ کی قرآن کریم کی تلاوت کی آواز سنائی نہیں دی، پھر حالات معلوم کرنے کے لئے گھر جا کر دیکھا، مکان کی تلاشی لی گئی تو گھر کے ایک گوشہ میں چادر میں لپٹی بے جان پڑی ہوئیں تھیں، اسی وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کی تصدیق کے طور پر فرمایا: ''وقال عمر: صدق رسول الله، كان يقول: انطلقوا بنا نزور الشهيدة'' (الطبقات الکبری لابن سعد، ام ورقہ بنت عبد اللہ بن الحارث: ۳۳۵/۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت) (اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچ فرمایا کرتے تھے کہ چلو شہیدہ کے گھر چلتے ہیں) یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حین حیات ہی ان کی شہادت کی پیشین گوئی نہ صرف غزوہ بدر کے موقع پر بلکہ اپنے اصحاب کو لے کر جب ان کے گھر تشریف لے جاتے تو فرمایا کرتے، چلو شہیدہ کے گھر چلتے ہیں، اسی کی تصدیق حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اور تعجب کا اظہار کرنے لگے کہ ان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق گھر میں جام شہادت نوش کرنے کا موقع مل گیا۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لے گئے، اس خبر کی اطلاع سب کو دی اور ان کے غلام اور لونڈی کو گرفتار کرنے کا حکم جاری کیا، وہ گرفتار ہو کر آئے اور امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق ان کو ان کے اس بھیانک جرم کی پاداش میں سولی پر لٹکا دیا گیا، اس لئے اہل سیر و تاریخ کا یہ بھی کہنا ہے: کہ یہ دونوں وہ مجرم تھے جن کو مدینہ منورہ میں سب سے پہلے سولی کی سزا دی گئی۔ ''فأمر بهما، فصلبا، فكانا أول مصلوب بالمدينة'' (اسد الغابۃ، ام ورقۃ بنت عبد اللہ: ۳۹۶/۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ابن سعد نے الطبقات الکبری میں یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ احادیث بھی نقل کی ہیں، لیکن ان کا تذکرہ کہیں نہیں ملتا ''ام ورقة بنت عبد الله بن الحارث أسلمت وبايعت رسول الله وروت''۔

(الطبقات الکبری لابن سعد، ام ورقہ بنت عبد اللہ بن الحارث: ۳۳۵/۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

اصلاحی مضامین

نہ جانے زندگی کی کس گلی میں شام ہو جائے!

بہ قلم: مولانا محمد عمر نظام آبادی قاسمی*

خالقِ ارض وسما نے اس عالم ناپائیدار کو عدم سے وجود بخشا، ہزار ہا ہزار مخلوقاتِ عالم کی تخلیق فرمائی، حضرت انسان کو اُشرف المخلوقات کی دستار اور عزت وفضیلت کا تاجِ گہر بار پہنایا، ان گنت عدیم الوجود خوبیوں اور بے حد وحساب کمالاتِ فاضلہ سے مالا مال فرمایا، اور هَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ کا اعلان فرما کر "عقل ودانائی اور فہم وفراست" کی عظیم دولت سے نوازا، کہ اس کے ذریعہ خیر وشر کی تمیز کر سکے، بھلائی وبرائی، نیکی وگناہ اور طاعت ومعصیت میں فرق کر سکے، حق وباطل اور صحیح وغلط میں امتیاز کر کے نیکی اور بھلائی کو اختیار کریں؛ گویا انسان میں خیر اور بھلائی کو قبول کرنے اور شر وفتنہ بھڑکانے کی صلاحیت موجود ہے، نہ وہ مجبورِ محض ہے اور نہ مختارِ کل۔

معمولاتِ زندگی اور روزمرہ کے احوال میں انسان کو نیکی وگناہ اور طاعت ومعصیت دونوں مواقع میسر آتے ہیں؛ تاہم انسان اعمالِ صالحہ میں اقدام وپیش قدمی کے بجائے نفس کے بھٹکانے، شیطان کے بہکانے اور لوگوں کے پھسلانے کے سبب گناہ ومعصیت کی جانب زیادہ راغب ہوتا ہے؛ لیکن اعمالِ صالحہ اور امورِ خیر کے بابت غفلت وکوتاہی کے باعث ٹال مٹول اور التوا سے کام لیتا ہے جو کہ عقل مندی کے خلاف اور شانِ مؤمن کے مغائر ہے، اسی لئے بروزِ قیامت بندہ سے سوال ہوگا کہ "اے انسان! تم کو کس چیز نے اپنے محسن رب سے غفلت میں مبتلا کر دیا"؟

کل کا خواب دھوکہ اور سراب کے سوا کچھ نہیں!

زندگی انمول تحفہ اور بے بدل خزانہ ہے جس کا ایک ایک لمحہ ہیرے جواہرات سے زیادہ قیمتی ہے؛ لہٰذا آج کا کام آج ہی کرنا چاہیے، کل پر نہیں ٹالنا چاہیے، کل کا سورج کس نے دیکھا ہے؟ پل کا بھروسہ نہیں اور کل کی بات کی جاتی ہے، اسی وجہ سے مثل مشہور ہے کہ "آج کا کام کل پر نہ ٹال" نیکی کی انجام دہی میں پل بھر کی تاخیر نہیں ہونی چاہیے کیوں کہ زندگی حباب ہے، جس کی انتہا سے کوئی بشر آگاہ نہیں، سو جائے تو آنکھ کھلنے کا بھروسہ نہیں، بیٹھ جائے تو اٹھنے کا اندازہ نہیں، آنکھ کھلی ہے پلک جھپکنے کا یقین نہیں؛ حتیٰ کہ سانس چھوڑنے کے بعد سانس

* فاضل دار العلوم دیوبند

لینے کی گارنٹی نہیں ، پھر وقت گذر جانے پر افسوس کرنا اور زندگی کا دفینہ خالی پا کر اشک ندامت بہانا بے سود و بے فائدہ ہے؛ اسی لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَکَ قَبْلَ هَرَمِکَ وَصِحَّتَکَ قَبْلَ سُقْمِکَ وَغِنَاءَکَ قَبْلَ فَقْرِکَ وَفَرَاغَکَ قَبْلَ شُغُلِکَ وَحَيَاتَکَ قَبْلَ مَوْتِکَ۔ ”پانچ چیزوں کو پانچ سے قبل غنیمت سمجھو، جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، مالداری کو فقر سے پہلے، فراغت کو مشغولیت سے پہلے، اور زندگی کو مرنے سے پہلے“۔ (مستدرک حاکم: ۴/۳۰۶)

ایک اور روایت میں ہے جو حضرت علامہ جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع میں نقل فرمائی ہے کہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من استطاع ان یعمل خیرا فلیعمله فانی غیر مکرر علیکم ابداً (بحوالہ شعب الایمان) ”ہر صبح آفتاب طلوع ہوتے ہی دن یہ اعلان کرتا ہے کہ آج اگر کوئی بھلائی کرسکتا ہے تو کر لے آج کے بعد میں پھر کبھی واپس نہ آؤں گا“۔

مگر افسوس کہ یہ احساس ہمارے خیالوں سے اوجھل اور یہ حقیقت ہماری ذہنوں سے نسیاً منسیاً ہو چکی ہے، ابھی بھی موقع ہے اپنے اوپر سے غفلت کی چادر اتار پھینکنے کا، خوابِ غفلت سے بیدار ہونے کا؛ ورنہ کل بروزِ قیامت سوائے افسوس اور رسوائی کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا کہ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (سورۃ الشعراء: ۸۸,۸۹) ”جس دن نہ کوئی مال کام آئے گا، نہ اولاد، ہاں جو شخص اللہ کے پاس سلامتی والا دل لے کر آئے گا“ (اس کو نجات ملے گی)

ایک جائزہ خود سے!

ایک کامیاب شخص اور عقل مند آدمی کی شناخت اور پہچان یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی گزرتی زندگی اور روزمرہ کے احوال و معمولات کا جائزہ لیکر احتساب کرتا ہے کہ کیا کھویا اور کیا پایا؟ اور جو انسان احتساب اور جائزہ کا پابند ہوتا ہے وہ کبھی غفلت نہیں برتتا اور اپنے مقصد میں ناکام و نامراد نہیں ہوتا اور اپنے پروردگار کی یاد سے روگردانی نہیں کرتا، پس ہر مسلمان اپنے ایمان و اعمال اور اخلاق و معمولات کا جائزہ لے کہ بڑھتی آمدنی اور گذرتے ایام کے ساتھ میرے ایمان میں اضافہ اور اعمال و عقائد کی اصلاح ہو رہی ہے؟ اور غور کریں کہ میری وجہ سے آس پڑوس کے کتنے لوگ نمازی بنے ہیں؟ اور کتنوں کو توبہ کی توفیق ہوئی؟

✶ اہلِ علم اور خدامِ دین اپنی خدماتِ عالیہ اور دینی سرگرمیوں میں ہونے والی جدوجہد کا جائزہ لیں اور غور کریں کہ اتنی سب دوڑ دھوپ سے مقصود و مطلوب خدا تعالیٰ کی رضا ہے یا دنیاوی غرض و ذاتی مفاد؟ نیز کیا

ہمارے ملفوظات معمولات کے عکاس وترجمان ہیں؟ ✷ تاجر اور بزنس مین حضرات ذرا دھیان دیں کہ بازارِ دنیا میں مشغول رہتے ہوئے بازارِ آخرت سے غفلت تو نہیں، اور غور کریں کہ کسبِ معاش اور فکرِ روزی میں جھوٹ، دھوکہ دہی اور سود و بیاج جیسے ناجائز معاملات میں ملوث تو نہیں ہیں؟ ✷ ائمہ مساجد اور مقتدیٰ حضرات اپنے امورِ مفوضہ اور ذمہ داریوں پر نظر کریں کہ کہیں فرضِ منصبی میں کوتاہی اور لاپرواہی تو نہیں ہوئی ہے؟

✷ اساتذہ کرام واتالیق عظام توجہ دیں کہ قوم کی امانت اور ملت کا سرمایہ ہمارے ہاتھوں ضائع تو نہیں ہو رہا ہے؟ ان کی حقوق تلفی تو نہیں ہوئی ہے؟ ✷ طلباء کرام تو مہمان رسول ہیں، ذرا اپنے اعمال واحوال کا جائزہ لیں کہ کہیں ہم سے کوئی ایسا عمل وحرکت تو سرزد نہیں ہوئے جس سے ہمارے میزبان (معلمِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تکلیف ہو؟ نیز ہمیشہ یہ بات کوچۂ خیال میں تازہ دم رہنی چاہیے کہ ہماری کسی ادا سے اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت پر آنچ آئے۔ ✷ والدین اور سرپرست حضرات سوچیں کہ کیا ہم نے اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت اور اسلامی ذہن سازی کر کے اس کو پکا مسلمان سچا دین دار بنانے کی کوشش کی ہے؟ یا اعلیٰ ڈگری اور وافر تن خواہ کی لالچ میں انہیں مبادیاتِ دین اور عقائد اسلام سے آگاہ تک نہ کیا؟ ✷ لڑکے اور لڑکیاں خود سوچیں کہ تعلیم اور ایجوکیشن کے نام پر ہم نے اپنے والدین کو دھوکہ تو نہیں دیا ہے؟ خیال رہے کہ کوئی ایسا کام نہ ہو جس کی وجہ سے والدین کا سر شرم سے جھک جائے اور انہیں رسوائی کا سامنا کرنا پڑے۔ ✷ سالکین ومسترشدین احتساب کریں کہ مجلسِ شیخ میں حاضری سے واقعتاً استفادہ اور اصلاحِ باطن اور تزکیۂ نفس ہو رہا ہے یا صرف وقت گذاری اور تبرکانہ شرکت وحاضری ہو رہی ؟ ✷ ہر صاحبِ ایمان اپنا جائزہ لیں کہ کیا دن کے کسی حصہ میں موت کی فکر، قبر کا گڑھا اور آخرت کی یاد آتی ہے؟

مختصر یہ کہ

آتی یہ غنیمت ہیں تری عمر کے لمحے
وہ کام کر اب، تجھ کو جو کرنا ہے یہاں آج

خلاصۂ تحریر:

یہ دنیا دارِ قرار نہیں بلکہ بے قرار ہے ہر شخص فانی ہے کوئی امر نہیں، انسانی زندگی بہت ہی مختصر اور انتہائی محدود ہے؛ اس میں اتنی گنجائش نہیں کہ اسے فضول ولایعنی کاموں میں گنوایا جائے، عقل ودانش کا بھی یہی تقاضا ہے کہ وقت کو امورِ مہمہ اور ضروری کاموں میں لایا جائے اور حتی الوسع کسبِ حسنات اور اعمالِ صالحہ کی انجام دہی میں مصروف رہیں، گناہ اور اسبابِ گناہ سے بچنے کا بھی اہتمام کریں، ارتکابِ گناہ کے بعد توبہ واستغفار میں جلدی کریں، کہیں یہ نہ ہو کہ فرصت کے انتظار میں مہلت ختم ہو جائے، لمحاتِ زندگی مثلِ برف ختم ہوتے چلے

جاتے ہیں اور انسان کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ سال کے سال نکل جاتے ہیں، پھر بالآخر اپنے ماضی پر افسوس اور ماتم کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہتا، یاد رکھیں کہ جب تک ہمارے سامنے زندگی کا کوئی آدرش اور نصب العین نہیں ہوگا، اس وقت تک صحیح اقدام اور وقت کا بجا استعمال ممکن ہی نہیں اور وقت کا ضیاع انجامِ کار ہمارے ہاتھوں میں کشکولِ گدائی تھما دے گا، فی الوقت ہمارے نوجوانوں میں لمحاتِ زندگی کی قدردانی آٹے میں نمک سے بھی کم ہے؛ اس لیے کہ روزِ محشر اللہ کے حضور اس سے متعلق بھی سوال کیا جائے گا "عن عمرہ فیما افناہ" تو اس وقت کیا جواب ہوگا؟ ایک شاعر نے اسی حقیقت کو سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ ؎

کہہ رہا ہے بہتا دریا وقت کا
قیمتی ہے لمحہ لمحہ وقت کا
وقت کے ساتھ جو چلتے رہے
کامیاب و کامران وہ ہو گئے
وقت دیتا ہے ہم کو سبق یہی
دوستو غفلت میں مت رہنا کبھی

(بقیہ صفحہ ۲۷ سے)

12۔ بلاگ لکھیں: آج کل کسی بھی کام کی عادت بنانے کا ایک بہترین طریقہ یہ ہے کہ اسے اپنے بلاگ پر درج کریں۔ اگر آپ کے پاس بلاگ نہیں ہے، تو بنائیں، مفت میں بن جاتا ہے۔ آپ کے جاننے والے یا فیملی میں کتابوں سے دلچسپی رکھنے والے لوگ بھی اسے دیکھیں گے اور آپ کو کتابوں کے سلسلے میں اچھا مشورہ بھی دے سکتے ہیں۔ اس طرح آپ کے اندر اپنے مقصد کے تئیں احساسِ ذمے داری پیدا ہو جائے گا۔

13۔ ایک اعلیٰ ہدف بنائیں: اپنے دل میں سوچ لیں کہ سال بھر میں اتنی (مثلاً پچاس یا سو) کتابیں پڑھنی ہیں، پھر اس ٹارگیٹ تک پہنچنے کی تدبیر کریں۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ پڑھنے میں آپ کو ذہنی سکون مل رہا ہو اور مزا آ رہا ہو، بوجھ یا روٹین سمجھ کر مطالعہ کرنا لاحاصل ہے۔

14۔ ایک دن یا ایک گھنٹہ برائے مطالعہ مختص کریں: اگر آپ شام کے وقت ٹی وی یا انٹرنیٹ کو آف کر دیں، تو آپ کے پاس کم سے کم ایک گھنٹہ ایسا ضرور ہوگا، جس میں آپ؛ بلکہ آپ کے تمام گھر والے ہر رات مطالعہ کر سکتے ہیں۔ آپ ہفتے میں کسی ایک دن کو بھی عملی طور پر صرف پڑھنے کے لیے خاص کر سکتے ہیں، یہ نہایت ہی مزے دار عمل ہوگا۔

اصلاحی مضامین

مطالعے کی عادت کیسے ڈالیں؟ ۱۴/ معاون طریقے

مضمون نگار: لیو بابا وٹا

ترجمہ: محترم نایاب حسن صاحب

مطالعے کی عادت بنانا اپنے لیے زندگی کی تمام مشکلات اور غم و فکر سے دور ایک محفوظ پناہ گاہ تعمیر کرنا ہے"۔ (سمرسٹ ماہم) معمول کی زندگی میں بہت سے لوگ آئے دن اپنے لیے کوئی نہ کوئی ہدف مقرر کرتے رہتے ہیں، یہ الگ بات ہے کہ وہ اس ہدف کے تئیں کتنے سنجیدہ ہوتے ہیں اور اگر سنجیدہ ہوتے ہیں، تو وہاں تک پہنچ پاتے ہیں یا نہیں۔ دیگر اہداف کی طرح بہت سے لوگ زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرنے کا بھی ہدف بناتے ہیں اور یہ ایک سچائی ہے کہ ایک بہترین کتاب بڑی حد تک اطمینان بخش ہو سکتی ہے، وہ آپ کو آپ کی روزمرہ پہنچ سے بہت دور کی باتیں اور چیزیں سکھا سکتی ہے، آپ کے سامنے ماضی قریب یا بعید کی ایسی شخصیات کو لا کھڑا کر سکتی ہے، جنھیں آپ اپنے پاس، اپنے قریب محسوس کریں گے۔ سب سے پہلے ہمیں یہ اچھی طرح سمجھنا چاہیے کہ اگر آپ کے پاس کوئی اچھی کتاب (جو آپ کو بھی اچھی لگتی ہو) دستیاب ہے، تو اسے پڑھنے کا عمل نہایت ہی لطف انگیز اور مزے دار ہوتا ہے؛ لیکن اگر آپ کوئی بے کار سی، بورنگ یا بہت مشکل کتاب لے کر بیٹھے ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ بس ایک معمول پورا کر رہے ہیں۔ اگر لگاتار کئی دن تک آپ کو اسی قسم کی صورتِ حال کا سامنا رہتا ہے، تو بہتر یہ ہے کہ آپ کتاب بینی کا چکر چھوڑیں اور کسی ایسے کام میں لگیں، جو آپ واقعی کرنا چاہتے ہیں اور آپ کو اس کام سے محبت ہے۔ اگر معاملہ اس کے برعکس ہے، تو پھر آپ اپنے اندر مطالعے کی عادت کو راسخ اور پختہ کرنے کے لیے درجِ ذیل طریقوں پر عمل کریں:

1۔ وقت متعین کریں: آپ کے پاس روزانہ مختلف اوقات میں کم سے کم ایسے پانچ یا دس منٹ ہونے چاہئیے جن میں آپ مطالعہ کر سکیں۔ آپ کو اس متعینہ وقت میں روزانہ ہر حال میں مطالعہ کرنا ہے۔ مثال کے طور پر آپ اگر اکیلے کھانا کھا رہے ہوں، تو ناشتے، دن کے کھانے یا رات کے کھانے کے دوران مطالعے کا معمول بنالیں، اسی طرح اگر آپ سفر کے دوران یا سونے سے پہلے بھی پڑھنے کا معمول بنالیں، تو اس طرح آپ کے

پاس مطالعے کے لیے دن بھر میں چالیس یا پچاس منٹ ہوں گے۔اس طرح ایک بہترین شروعات ہوسکتی ہے، پھر روز بروز خود ہی اس میں تیزی بھی آتی جائے گی ،مگر آپ اس سے بھی زیادہ کر سکتے ہیں۔

2۔ہمیشہ اپنے ساتھ ایک کتاب رکھیں: آپ جہاں بھی جائیں، اپنے ساتھ ایک کتاب ضرور رکھیں۔ میں جب بھی گھر سے نکلتا ہوں،تو یہ اچھی طرح چیک کرتا ہوں کہ میرے پاس میرا ڈرائیونگ لائسنس، چابی اور کم سے کم ایک کتاب ہے یا نہیں۔ کار میں بھی کتاب میرے ساتھ رہتی ہے، آفس میں بھی، کسی سے ملنے جاؤں تو بھی؛ بلکہ جہاں بھی جاتا ہوں تو کتاب ضرور ساتھ لے جاتا ہوں، الا یہ کہ ایسی جگہ جاؤں، جہاں کتاب پڑھنا قطعی مشکل ہوتا ہے۔ اگر آپ کہیں گئے اور وہاں کسی کا انتظار کرنا پڑ رہا ہے،تو آپ کے پاس وقت ہے، اتنے وقت میں آپ کتاب نکالیں اور پڑھنا شروع کردیں، یہ انتظار کے لمحات گزارنے کا سب سے بہتر طریقہ ہے۔

3۔کتابوں کی ایک فہرست بنالیں: آپ جن کتابوں کو پڑھنا چاہتے ہیں، ان کی ایک فہرست بنالیں۔ اس فہرست کوآپ کسی میگزین، ڈائری، موبائل،ٹیبلیٹ یا لیپ ٹاپ وغیرہ کے ہوم پیج پر رکھ سکتے ہیں۔ پھر جب بھی آپ کو کسی اچھی کتاب کے بارے میں پتا لگے،تو اس کا نام بھی اپنی فہرست میں شامل کر لیجیے،فہرست رکنی نہیں چاہیے، جب اس میں سے کوئی کتاب پڑھ لیں،تو اسے نشان زد کردیں۔

4۔ٹیکنالوجی کا استعمال: اپنی کتابوں کی فہرست کے لیے جی میل کا استعمال کریں اور جب بھی کسی اچھی کتاب کے بارے میں سنیں،تو اس کا ایڈریس میل کردیں۔اب آپ کا ای میل ہی آپ کی ریڈنگ لسٹ ہوگا۔ جب آپ ان میں سے کوئی کتاب پڑھ لیں،تو اسے Done کردیں، اگر آپ چاہیں تو متعلقہ کتاب کے تعلق سے اپنا تبصرہ بھی اسی میسیج کو ریپلائے کر سکتے ہیں، اس طرح آپ کا Gmail account آپ کا مطالعہ رجسٹر بھی ہوجائے گا۔

5۔پرسکون جگہ تلاش کریں: گھر میں کوئی ایسی جگہ تلاش کریں، جہاں آپ اطمینان کے ساتھ کرسی پر بیٹھ کر بغیر کسی کی دخل اندازی کے کتاب کا مطالعہ کرسکیں۔ عام حالات میں لیٹ کرنہیں پڑھنا چاہیے، الا یہ کہ آپ سونے جارہے ہوں۔آپ کے آس پاس ٹی وی یا کمپیوٹر نہ ہو کہ آپ کی توجہ ہٹ جائے، گانے کی آواز، گھر کے لوگوں یا رفقائے کمرہ کا شوروشغب بھی نہ ہو۔اگر آپ کو ایسی جگہ میسر نہ ہو،تو پڑھنے کے لیے ایسی جگہ بنانے کی تدبیر کیجیے۔

6۔ٹی وی/ انٹرنیٹ کا استعمال کم کریں: اگر آپ واقعی زیادہ مطالعہ کرنا چاہتے ہیں،تو ٹی وی اور انٹرنیٹ کا استعمال کم کردیجیے، یہ بہت سے لوگوں کے لیے مشکل ہوسکتا ہے،مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر وہ منٹ جو آپ ٹی وی

یا انٹرنیٹ سے بچائیں گے، وہ پڑھنے میں استعمال ہوسکتا اور اس طرح آپ کے مطالعے کا مجموعی دورانیہ کئی گھنٹے بڑھ سکتا ہے۔

7۔بچے کے سامنے پڑھیں: اگر آپ صاحبِ اولاد ہیں، تو آپ کو ضرور بالضرور ان کے سامنے پڑھنا چاہیے۔ اگر آپ بچوں میں ابھی سے پڑھنے کی عادت ڈالیں گے، تو یقینی طور پر وہ بڑے ہوکر پڑھنے والے بنیں گے اور یہ عادت ان کی کامیاب زندگی کا سبب بنے گی۔ بچوں سے متعلق کچھ اچھی کتابیں منتخب کریں اور انہیں پڑھ کر سنائیں۔اس طرح آپ خود اپنی مطالعے کی عادت کو بھی بہتر بنائیں گے اور اپنے بچوں کے ساتھ کچھ بہتر وقت بھی گزار سکیں گے۔

8۔ایک رجسٹر رکھیں: کتابوں کی فہرست کی طرح آپ کے پاس ایک رجسٹر بھی ہونا چاہیے، جس میں صرف کتاب اور مصنف کا نام نہ ہو؛ بلکہ آپ نے کب مطالعہ شروع کیا اور کب ختم کیا، وہ تاریخ بھی اس رجسٹر میں درج کرنے کی کوشش کریں۔ بہتر یہ بھی ہے کہ ہر کتاب کو پڑھنے کے بعد اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے، وہ بھی اس رجسٹر میں لکھیں۔ اگر ایسا کرتے ہیں، تو چند ماہ بعد جب آپ اس رجسٹر کو دیکھیں گے اور اس میں مذکور مطالعہ کردہ کتابوں، مصنفوں کے نام اور ان کتابوں سے متعلق اپنے تاثرات دیکھیں گے، تو ذہنی وقلبی طور پر آپ کو ایک مخصوص قسم کی خوشی ومسرت حاصل ہوگی۔

9۔پرانی کتابوں کی دکان پر جائیں: میری سب سے پسندیدہ وہ جگہ ہے، جہاں رعایت کے ساتھ کتابیں ملتی ہیں، میں اپنی پرانی کتابیں وہاں چھوڑ دیتا ہوں اور وہاں سے بہت ہی کم قیمت پر بہت سی کتابیں حاصل کر لیتا ہوں۔ میں ایک درجن یا اس سے زیادہ کتابوں پر عموماً صرف ایک ڈالر خرچ کرتا ہوں، اس طرح کم خرچ میں زیادہ کتابیں پڑھ لیتا ہوں۔ وہاں بعض دفعہ خیرات کی ہوئی نئی کتابیں بھی مل جاتی ہیں، پھر مزا آجاتا ہے؛ لہٰذا آپ کو مستعمل کتابوں کے سٹور کا چکر پابندی سے لگانا چاہیے۔

10۔ہفتے میں کم سے کم ایک دن لائبریری جائیں: مستعمل کتابوں کی دکان پر جانے سے بھی سستا سودا یہ ہے کہ آپ ہفتے میں ایک دن لائبریری کا چکر لگالیں۔

11۔مطالعے کو پرلطف بنائیں: پڑھنے کے لیے آپ دن بھر کا اپنا سب سے پسندیدہ وقت مختص کریں، مطالعے کے دوران چائے یا کافی یا کوئی اور ہلکی پھلکی کھانے پینے کی چیز ساتھ رکھیں۔ اطمینان سے کرسی پر بیٹھ کر پڑھیں۔طلوعِ آفتاب یا غروبِ آفتاب کے وقت یا دریا کے کنارے بیٹھ کر پڑھنے کا الگ ہی مزا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲۴ پر)

تعاقب فرقِ باطلہ

جرم وخیانت اور غداری پر کمر بستہ یہودی ٹولہ

مولانا غیاث الدین دھام پوری*

واضح ہو کہ دو بدو میدان مار لینا یہودیوں کے آئین میں نہیں، ہمیشہ پردے کے پیچھے رہ کر سازش کا جال بننے کی عادی اس قوم کی سیہ کاریوں کے جھاڑ جھنکاڑ سے جگہ جگہ تاریخ کے مرغزار آزردہ رنگ ہیں اس بے سدھری قوم کا قومی سدھار جہاں نظر آئے تو سمجھ لیجئے اس کی تہ میں بگاڑ کا خطرناک منصوبہ ہچکولے لے رہا ہے یہ غلام ہو تو آقاؤں کے جوتے سیدھے کرنے میں کبھی غفلت نہیں کرتے، کسی غیر یہودی کیساتھ انصاف کرنا اس کے آئین میں نہیں، آج پوری دنیا یہودی دماغ کی تباہ کاریوں سے دوچار ہے، اور عالم اسلام کی بربادی کے لئے عیسائی مشنری اور صہیونی دماغ دونوں ناگ پھن نکال کر پھنکار رہے ہیں۔ ہمیں کسی بھی قسم کی ہچکچاہٹ کے بغیر یہ مان لینا چاہئے کہ یہود بے بہبود ایک ذہین قوم بھی ہے اور فطین بھی۔ وہ اپنے مینٹل پاور سے دنیا پر راج کر رہی ہے، امریکا میں یہودی صرف 2 فیصد ہیں لیکن سیاست کا مکمل انتظام ان کے گرد چکر کاٹ رہا ہے، انشورنس کو متعارف کرانے میں ان کا بڑا ہاتھ ہے۔ آج پوری دنیا میں انشورنس کے نظام کے پیچھے انکا دماغ کام کر رہا ہے اور یہ نظام ان کی مرضی کے بغیر نہ آگے ہوتا ہے اور نہ پیچھے۔ پوری دنیا کو سود میں جکڑنے میں ان کی ذہانت شیطان کی طرح کام کرتی ہے۔ بینک جب مالی بحرانی کیفیت کا شکار ہوتے ہیں تو انشورنس کمپنیوں سے قرض لیتے ہیں، یعنی بینک بھی یہودیوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہوتے ہیں۔ آج پوری دنیا کا کاروبار سود میں جکڑا ہوا ہے، پوری دنیا کی میڈیا یہودیوں کے اشارے کی محتاج ہے۔ نیوز جاری کرنے والے تمام بڑے ادارے ٹی وی چینلز کے مالکان یہودی ہیں، بالی ووڈ اور ہالی ووڈ ان کے دست نگر ہیں، گن لابی، سگریٹ لابی اور دیگر لابیاں ان کی منصوبہ بندی میں قید ہیں، یہودیوں کی اکثریت کا اگر آپ جائزہ لیں تو وہ جسمانی کام سے زیادہ ذہنی ورزش کرتے ہیں، اچھی منصوبہ بندی کرتے ہیں، معاہدے کرتے ہیں، اور معاہدے بھی وہ جو ہر زاویے سے ان کے حق میں ہوتے ہیں، سرِ دست ان کی ذہانت ومکاری کا ایک قصہ ملاحظہ کرتے چلیں۔

”آپریشن میجک کارپیٹ“

درج بالا عنوان کے نام سے یہودیوں نے ایک زمانے میں اپنی قوم کی فلاح وبہود کے لئے بہت سے

* سابق خادم جامعہ عربیہ ہاتھورا، باندہ، یوپی

خفیہ آپریشن کئے، اس کو ایک مثال سے ملاحظہ فرمائیں، ایک بار یہودیوں کا ایک ہوائی جہاز مصر کی فضائی حدود پار کر رہا تھا، اور جہاز کا ایندھن ڈکلیر کرنے والی سوئی ڈاؤن میں جارہی تھی، ایندھن اگر نہ ڈلوایا جاتا تو جہاز گرسکتا تھا، پائلٹ خفیہ مشن پر تھا، لیڈنگ کے بعد لوگوں کو پتہ چلتا تو کچھ بھی ہوسکتا تھا، جہاز میں ڈیڑھ سو یہودی سوار ہوکر اسرائیل کے خفیہ مشن پر رواں دواں تھے اس زمانے میں مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان سخت کشیدگی تھی جس کے باعث فسادات ہورہے تھے۔، لیکن اسرائیلی پائلٹ نے پھر بھی اترنے کا فیصلہ کیا، انتظامیہ سے چونکہ رابطہ ہو چکا تھا کہ صرف ایندھن لینا ہے، جیسے ہی جہاز اترا ایئر پورٹ حکام جہاز کی چیکنگ کے لئے آئے تو پائلٹ نے کہا کہ سب مسافروں کو اسپتال پہونچانا ہے۔ پوچھا گیا کیوں؟ پائلٹ نے جواباً کہا کہ یہ سب چیچک کے مریض ہیں اور علاج کے لئے لے جارہے ہیں، ان دنوں یہ مرض وبائی شکل میں پھیلا ہوا تھا لوگ اس سے خوف زدہ تھے، اس لئے انتظامیہ نے مسافروں سے دور رہنے ہی میں عافیت سمجھی، اور جلدی سے ایندھن دے کر روانہ کر دیا کہ کہیں جراثیم نہ پھیل جائے یہ تھا ''آپریشن میجک کارپیٹ'' کا ایک واقعہ،

اس آپریشن کا چیف امریکہ کا ''رابرٹ ایف ایگوائر'' پائلٹ تھا۔ ''آپریشن میجک کارپیٹ'' کو آپریشن آن ونگز ایگل بھی کہا جاتا ہے، یہ آپریشن مکمل ہونے کے کئی ماہ بعد دنیا کو اس کا علم ہوا۔ مگر منزل پر پہونچ جانے کے بعد بھی مسائل نے یہودیوں کا پیچھا نہیں چھوڑا، جن میں سب سے بڑا مسئلہ مالی مسئلہ تھا، ان حالات میں بہت بڑی تعداد یہودیوں کے ملک میں پہونچنے پر صورت حال مزید تشویشناک ہوگئی، سب سے پہلے آنے والوں کو بڑے شہروں کے مضافات میں قائم ٹرانزٹ کیمپوں میں لے جایا گیا، جہاں وہ چند ماہ قیام پذیر رہے، خوراک کا انتظام حکومت کی طرف سے تھا صورت حال میں جب کچھ بہتری آئی تو ان کو زرعی علاقوں میں منتقل کر دیا گیا جہاں کچھ نے کھیتی باڑی شروع کی، معاشی صورت حال بہتر ہوتی گئی تو بڑے شہروں میں ان کو منتقل کر دیا گیا، جہاں دیگر نسلوں کے یہودیوں نے ان کو خوش آمدید کہا اور زندگی کے شعبہ میں ان کو مواقع دئے گئے، ووٹ کا حق اور تعلیم سے بھرپور ماحول فراہم کیا گیا۔ اس طرح وہ جلد ہی گھل مل گئے، اور شادی کے رشتوں میں بھی بندھ گئے۔ ''آپریشن میجک کارپیٹ'' کی کامیابی کے بعد اسرائیلی نے دنیا کے دیگر حصوں سے بھی یہودیوں کو اسرائیل لانے کا منصوبہ بنایا اور بعد ازاں کئی آپریشنز ہوئے۔ عراق سے 20 ہزار یہودیوں کو ائیر لفٹ کیا گیا یعنی جہازوں کے ذریعہ اسرائیل لے جایا گیا 1948 میں سوڈان کیمپ سے 8000 ہزار ایتھوپین یہودیوں کو اسرئیل لایا گیا 1991 میں اسرائیلی جہازوں نے صرف 36 گھنٹوں میں ایتھوپین یہودیوں کو اسرائیل منتقل کیا۔ اس طرح چند سال کے عرصے میں تقریبا 10,00000 یہودی اسرائیل پہونچے، کچھ

عرصے قبل تک ایسی خبریں آتی رہیں جن میں خفیہ طور پر یہودیوں کو اسرائیل منتقل کیا جاتا رہا ہے، اسرائیل کا ایک ادارہ رضا کارانہ طو پر اس حوالے سے اب بھی کام کر رہا ہے۔

حساس عہدوں پر یہودی فائز

آج صورت حال یہ ہے اقوام متحدہ کے ۱۱۰؍انتہائی اہم اداروں کے انتہائی اہم ترین ۳۷؍عہدوں پر یہودی فائز ہیں، اقوام متحدہ کے صرف نیویارک کے دفتر میں ۲۲؍شعبوں کے سربراہ یہودی ہیں، صرف ’’یونیسکو‘‘ میں ۹؍شعبوں کے سربراہ یہودی ہیں، ILO کی تین شاخیں یہودی افسران کی تحویل میں ہیں، FAO کے 11 شعبوں کی سربراہی یہودیوں کے ہاتھ میں ہے، عالمی بینک میں 6 اور انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ (IMF) میں 9 شعبوں کے سربراہ وہ لوگ ہیں کہ جن کا تعلق یہودیوں کی عالمی تنظیم سے ہے، یہی لوگ تمام بین الاقوامی امور پر اثر انداز ہو رہے ہیں، عالمی سیاسیات، معاشیات، اور مالیات کا رخ جس طرف چاہیں موڑ سکتے ہیں۔

یہودی دماغ کی تباہ کاریاں

آپ چاہیں نہ چاہیں یہودیوں کی صلاحیت کا اعتراف آپ کو کرنا ہی پڑیگا کہ دنیا کی تقریباً ساڑھے سات ارب کی آبادی میں ان کا حصہ ڈیڑھ کروڑ سے بھی کم ہے ان کے ملک اسرائیل کی آبادی تو 90 لاکھ کا ہندسہ بھی ابھی تک نہیں چھو پائی ہے، اس میں بھی 17 فیصد مسلمانوں سمیت 24 فیصد اقلیت ہے، لیکن اس کے باوجود یہودیوں نے پوری دنیا کو بے وقوف بنا رکھا ہے۔ پونے دو ارب مسلمانوں کے ہوتے ہوئے انہوں نے بیت المقدس پر قبضہ کر رکھا ہے۔ وہ جب چاہے فلسطینیوں پر میزائلوں اور طیاروں سے حملہ کر دیتے ہیں، لیکن چاروں طرف موجود مسلم ممالک کی مجال نہیں کہ اسے آنکھ اٹھا کر دیکھ سکیں، کسی مسلم ملک میں اس کے خلاف عالمی سطح پر مقدمہ چلانے کی سکت نہیں، بلکہ اس کے برعکس کئی مسلم ممالک نے اعلانیہ سفارتی تعلقات استوار کر رکھے ہیں، اور کچھ خفیہ عہد و پیمان سے کام چلا رہے ہیں، مصر تو غزہ کے محاصرے میں عملاً شریک ہو کر مدد کر رہا ہے۔

یہودیوں نے عیسائیوں کو بھی زیر کر رکھا ہے

اگر ہم یہ بات بھی مان لیں کہ خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد سے مسلمان سو سال سے زوال پذیر ہیں اور تقسیم کا شکار بھی، اس لئے وہ یہودیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے، لیکن مسلمانوں کے ساتھ یہودیوں نے عیسائیوں کو بھی اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر رکھا ہے، جب کہ دنیا میں عیسائی تعداد کے اعتبار سے مسلمانوں سے زیادہ ہیں۔ جب تک مسلمان دنیا میں طاقتور رہیں تو یہودیوں نے اپنے تحفظ کے لئے مسلمانوں کا دامن پکڑے رکھا جو ان کے سازشی دماغ کی اپج تھی، یہودی مالدار تو شروع ہی سے رہے ہیں، علاوہ ازیں طب سمیت علم نجوم میں بھی

انہیں مہارت حاصل رہی ہے، یہ اپنی ان صلاحیتوں کو مسلم حکمرانوں کی قربت حاصل کرنے کے لئے استعمال کرتے تھے، پھران میں اتحاد بھی ہمیشہ سے رہا ہے۔

یہودیوں کی پریشانی

جب مسلمان دنیا میں کمزور ہونے لگے تو یہودیوں کو بھی پریشانی ہونے لگی، کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ عیسائی دنیا تو پہلے ہی ان کی جان کی دشمن ہے، اور وجہ دشمنی مذہب سے قربت ہے اگر یورپ سے وہ پاپائے روم کا اقتدار ختم کردیں اور یورپی عوام کو عیسائی مذہب سے دور کردیں تو ان کے لئے راستے کھل جائیں گے، لہٰذا یہودیوں نے پاپائیت کے خلاف سرمایہ کاری شروع کی جس کے نتیجہ میں روم کا اقتدار ختم ہوگیا اور عیسائی بھی اپنے مذہب سے دور ہوگئے، نیز انہیں متنفر کرنے کے لئے بائبل کے اتنے اڈیشن متعارف کرائے کہ لوگوں میں مذہبی دل چسپی ہی ختم ہوگئی، اور اب تو حال یہ ہے کہ یورپ میں عیسائیت نام کو ہی رہ گئی ہے۔ جب یورپی عیسائی ریاستیں ختم ہوگئیں تو ان کی یہودیوں سے دشمنی بھی ختم ہوگئی۔ کیوں کہ ان کی دشمنی تو مذہب کی وجہ سے تھی۔

مغرب میں یہود کو خصوصی درجہ

یہودیوں کو مغرب میں خصوصی اختیارات حاصل ہیں، عیسائیوں کے لئے اتوار کا دن مذہبی حوالے سے خاص ہوتا ہے، اس لئے وہاں ہفتہ وار تعطیل کا رواج ہوا تو اس دن کی تعطیل مقرر کی گئی لیکن یہودیوں نے اس میں اپنے لئے ہفتہ کے دن کا بھی اضافہ کرالیا کیوں کہ ہفتہ کا دن یہودیوں کے لئے مذہبی دن ہے۔ آج اگر یورپ میں مسلمانوں کو گوشت دستیاب ہے تو یہ بھی یہودیوں کی مرہون منت ہے، کیوں کہ یہودی بھی حرام گوشت نہیں کھاتے، وہ بھی ذبح کرکے جانور کھاتے ہیں، اس لئے یورپ میں ذبیحہ پر پابندی نہیں ہے، اگر یہ یہودیوں کی ضرورت نہ ہوتی تو وہاں جانوروں کے حقوق کے تحفظ کے نام پر ذبح پر نہ جانے کب کی پابندی لگ چکی ہوتی مسلمان بچوں کی طرح یہودی بھی اپنے بچوں کی ختنہ کرتے ہیں اس لئے یورپ میں بچوں کی ختنہ پر بھی پابندی نہیں ہے، یہ سہولت بھی یورپی مسلمانوں کو یہودیوں کی وجہ سے ہی حاصل ہے۔

یہودی ایک منظم قوم

ڈیڑھ کروڑ ہوکر بھی وہ ساڑھے سات ارب کی دنیا پر راج کررہے ہیں۔ اسی لئے ساٹھ پینسٹھ لاکھ یہودیوں کا ملک اسرائیل دنیا کے لئے اتنا اہم ہے کہ ساری سپر طاقتیں اس کی ناراضگی سے ڈرتی ہیں، آپ مغرب میں آزادیٔ اظہار کے نام پر کچھ بھی کر اور کہہ سکتے ہیں، لیکن ہولوکاسٹ یعنی نازیوں کے ہاتھوں یہودیوں کے قتل عام کا انکار جرم ہے، یہ قانون یہودیوں کی طاقت کو بھی بتاتا ہے۔ امریکہ میں کسی ملک کا جاسوس

پکڑا جائے تو وہ طوفان کھڑا کر دیتا ہے،لیکن امریکہ میں کتنے ہی اسرائیلی جاسوس پکڑے گئے۔مگر آپ نے کبھی اس پر شور نہیں سنا ہوگا ، جو کام سپر پاورز بھی نہیں کر سکتے وہ کام اسرائیل کر ڈالتا ہے ۔ یہ محض کہانی نہیں ۔ایک مخصوص منفی ذہنی تربیت کی کمال عکاسی ہے،ایک یہودی تاجر نے اپنے چار پانچ سالہ بچے کو اونچی منڈیر پر کھڑا کیا اور کہا: ''بیٹے کود جاؤ'' بچہ ڈر کے مارے بولا:'' بابا جان مجھے چوٹ لگ جائے گی یہودی نے کہا: جان پدر ڈرو نہیں ۔ میں ہوں نا تمہیں بچانے کے لئے ۔تم بس آنکھیں بند کر کے چھلانگ لگاؤ۔ میں تمہیں تھام لونگا، بچے نے والد کی بات پر یقین کیا اور کود گیا، باپ اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں بچہ زمین پر گرا۔ چوٹیں آئیں۔تب یہودی تاجر نے روتے ہوئے بیٹے کو آغوش میں سمیٹا اور کہا: بیٹے تمہیں عملی زندگی کا سب سے اہم سبق مل چکا ہے کبھی کسی پر اندھا اعتماد مت کرنا چاہے سگا باپ ہی کیوں نہ ہو۔ یہ وہ سفاک تعلیم ہے ۔جس کی پیروی کرنے والا انسانیت کے اعلیٰ وصف سے محروم ہو جاتا ہے ،اس کی زندگی خلوص اور اعتبار سے خالی ہوتی ہے۔کسی جنگلی جانور کی طرح اپنی بقا کے لئے ہر دم چوکنا رہنا،اس کے پاس فقط عدم تحفظ رہ جاتا ہے۔

یہودیوں اور عیسائیوں کے مابین اختلاف

گزشتہ کچھ برسوں سے یہودیت کے خلاف عیسائیوں میں زبردست نفرت پیدا ہوئی ہے یہودی خواتین کو پریشان کرتی ہے ،ان کی عبادت کدوں پر ہٹلر کا پسندیدہ نشان ''سواستک'' بنا دیتے ہیں اور یہودیوں کی قبروں پر اشتعال انگیز نعرے لکھ دیتے ہیں ، یہودیوں کی حرکتوں سے اہل امریکہ و یورپ اتنے پریشان ہیں کہ وہاں یہ مطالبہ اتنی شدت پکڑتا جا رہا ہے کہ یہودیوں کو ملک سے نکالا جائے ، ایک حیران کرنے والے سروے میں یورپ میں ہر چوتھا عیسائی یہودیوں سے سخت نفرت کرنے والا پایا گیا، امریکہ سے ملنے والی رپوٹوں کے مطاق اب امریکہ میں یہودیوں پر حملے کا اتنا خوف بڑھ گیا ہے کہ بہت سے یہودیوں نے اپنی مخصوص ٹوپی اور گلے میں یہودیوں کی پہچان والا لاکٹ پہننا ترک کر دیا ہے ۔واضح ہو کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان گزشتہ دو ہزار سال سے زبردست دشمنی چلی آ رہی ہے ۔خیال رہے کہ ہٹلر کے مظالم کی آڑ میں یہودیوں نے امریکہ اور یورپ کے شہروں میں آسانی سے اپنی بستیاں بسا لیں، ورنہ اس سے پہلے تک کوئی بھی عیسائی اپنے علاقوں میں یہودیوں کو رہنے نہیں دیتا تھا،عیسائیوں اور یہودیوں کے اختلافات ختم ہونے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ دونوں ہی قومیں مسلمانوں کو ختم کرنے کی سازشیں رچ رہی تھی،ان سازشوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امریکہ و برطانیہ نے ملکر مسلمانوں کے سینے میں ایک ناسور کی شکل میں اسرائیل کی مملکت قائم کر دی۔

لمحہ فکریہ

قصہ لال گائے کا

از: حضرت مولانا سید احمد ومیض ندوی مدظلہٗ *

ایک ایسے وقت جبکہ غزہ پر اسرائیلی جارحیت کو سو دن مکمل ہو چکے ہیں اور مشرق وسطی میں دھما کو صورتحال ہے؛ عالمی میڈیا میں صیہونیوں کی سرخ گائے کا خوب چرچا ہے؛ ویسے قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے حوالے سے نہ صرف گائے کا ذکر ملتا ہے بلکہ البقرہ کے نام سے ایک مستقل سورت موجود ہے؛ جو قرآن مجید کی سب سے طویل سورت کہلاتی ہے؛ اس سورت میں قاتل کی پہچان کے لیے اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا؛ سورہ بقرہ کا مکمل ایک رکوع اسی واقعے کی تفصیلات پر مشتمل ہے؛ حالیہ دنوں میں جس سرخ گائے کا چرچہ دیکھا جا رہا ہے وہ دوسری نوعیت کی ہے؛ صیہونی اپنے مسیحا دجال کی آمد اور عالمگیر دجالی حکومت کے قیام کے شدت کے ساتھ منتظر ہیں؛ یہودی روایات کے مطابق دجال کی آمد تیسرے ہیکل سلیمانی کی تعمیر پر موقوف ہے؛ جب تک تیسرا ہیکل سلیمانی پائے تکمیل کو نہیں پہنچے گا دجال نہیں آئے گا؛ اور اس ہیکل کی تعمیر کے لیے یہودیوں کا گناہوں کی نجاست سے پاک ہونا بھی ضروری ہے؛ اور یہ پاکی سرخ گائے کی قربانی سے ہی حاصل ہوسکتی ہے۔ اسرائیل کے وحشیانہ حملے کے سو دن مکمل ہونے پر حماس کے ترجمان ابوعبیدہ نے ایک ویڈیو جاری کی تھی؛ جس میں سات اکتوبر کے حملے کے پس پردہ محرکات اور فلسطین پر اسرائیل کے ناجائز قبضے کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے مقبوضہ فلسطینی علاقوں میں سرخ گائے کی موجودگی اور اسرائیلی گروپوں کے منصوبوں کا حوالہ دیا تھا؛ حماس کو اندازہ تھا کہ صیہونی کس رخ پر جا رہے ہیں اور مسجد اقصیٰ کے تعلق سے ان کے ناپاک عزائم کس قدر خطرناک ہیں؛ ہیکل سلیمانی کی یہ تیسری تعمیر ہوگی؛ جس کے بعد یہودی معتقدات کے مطابق ان کا مسیحا دجال آئے گا اور عالمگیر صیہونی حکومت قائم ہوگی؛ یہودی روایت کے مطابق پہلا ہیکل حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس مقام پر جہاں آج مسجد اقصی قائم ہے تعمیر کیا تھا؛ جس کو اس وقت کے حکمران بنوکدنزار دوم نے منہدم کر دیا تھا؛ دوسرا ہیکل زربابل کی نگرانی میں تعمیر کیا گیا تھا؛ جس کی تزئین وآرائش شاہ ہیروڈ نے کی تھی اور یہ ہیکل 70 عیسوی میں منہدم کر دیا گیا تھا؛ اب ہیکل سلیمانی کی تیسری تعمیر کے لیے صیہونی پرعزم ہیں؛ جو ان کے

* استاذِ حدیث جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد

نزدیک آخری ہوگی؛ اس آخری تعمیر کے لیے ماڈل بھی تیار ہے؛ جو آثار قدیمہ کے ماہرین کی مدد سے تیار کیا گیا ہے؛ اس وقت اگرچہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے لیے انسانی اور مالی وسائل مکمل طور پر میسر ہیں لیکن تعمیر کی راہ میں دو بڑی رکاوٹیں حائل ہیں: ایک صیہونیوں کو گناہوں سے پاک کرنے والی قربانی؛ اور دوسری ہیکل کی تعمیر کا مقام؛ صیہونیوں کے مطابق ہیکل سلیمانی کی تعمیر کا مقام عین وہی ہے جہاں اس وقت مسجد اقصی قائم ہے؛ ہیکل کی تعمیر کا مطلب مسجد اقصیٰ کا انہدام ہے؛ جہاں تک یہودیوں کی پاکی کے لیے دی جانے والی قربانی کا تعلق ہے تو وہ مخصوص شرائط رکھنے والی سرخ گائے کی قربانی ہے؛ اس گائے کی نشانیاں بھی بتائی گئی ہیں کہ گائے کنواری ہو اور اس کو اپنے کھروں سمیت سرخ ہونا ضروری ہے؛ اور قربانی کے وقت اس کی عمر تین سال کے لگ بھگ ہونی چاہیے؛ قربانی کے بعد گائے کی راکھ کو پانی میں ملا کر منتخب یہودی پادریوں اور ان کے پیروکاروں کو پاک کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے؛ یہودیوں کے مطابق حضرت موسی علیہ السلام کے زمانے سے لے کر سن 70 عیسوی میں دوسرے ہیکل کی تباہی تک نو گائیوں کی قربانی دی جا چکی ہے؛ اور اب دسویں گائے کی قربانی سے مسیحا (دجال) کا دور شروع ہوگا۔

تیسرے ہیکل کی تعمیر کے لیے جن شرائط والی گائے درکار ہے یہودی عقیدے کے مطابق وہ گزشتہ دو ہزار برسوں سے مل نہیں پائی ہے؛ مگر اب تیسرے ہیکل کی تعمیر کے لیے سن 1987 میں قائم ادارہ دی ٹیمپل انسٹیٹیوٹ نے دعوی کیا ہے کہ ٹیکساس کے ایک فارم میں پانچ سرخ بچھڑے دستیاب ہوئے ہیں جن میں چار قربانی کی شرائط پر پورے اترتے ہیں اور انہیں گزشتہ سال اسرائیل منتقل کر دیا گیا ہے؛ ان پر پانچ لاکھ ڈالر کی لاگت آئی ہے؛ یہ بچھڑے 2022 سے مقبوضہ مغربی کنارے کے کبوت میں چر رہے ہیں؛ یہاں اس بات کا تذکرہ بے جا نہ ہوگا کہ امریکی ریاست ٹیکساس سرخ گائیوں کے لیے مشہور ہے؛ صیہونی گزشتہ کئی سالوں سے ایسی گائیوں کی تلاش میں سرگرداں تھے؛ کئی برس کی تلاش کے بعد ستمبر 2022 میں ایسی پانچ بچھڑیاں تلاش کر لی گئیں؛ اور انہیں فلسطین پہنچایا جا چکا ہے؛ ان کا لوکیشن خفیہ رکھا گیا ہے؛ ان بچھڑیوں کے معائنے بھی ہوتے رہتے ہیں؛ ان پانچ میں سے چار کو قربانی کے لیے موزوں قرار دیا گیا ہے؛ 12 سال قبل جبل زیتون پر ایک پلاٹ خریدا گیا تھا جس پر قربان گاہ بھی تیار ہو چکی ہے؛ جہاں گائے کو جلایا جائے گا اور اس کی راکھ سے پاکی حاصل کی جائے گی؛ صیہونیوں کے مطابق یہ قربانی جلد ہونا ضروری ہے؛ کیونکہ گائے کی عمر تین سال سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔ 1967 میں مشرقی یروشلم پر قبضے کے بعد سے دائیں بازو کے صیہونی مسجد اقصیٰ کی جگہ تیسرا ہیکل تعمیر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؛ جبکہ ابتدائی طور پر صرف فرنج گروپوں کا ہدف تھا؛ جیسا کہ ٹمپل انسٹیٹیوٹ

اس منصوبے کو حالیہ عرصے میں مرکزی دھارے میں لایا ہے؛ جس میں یہودی آبادکاروں کے گروپ باقاعدگی سے مسلم کمپاؤنڈ پر حملہ کرتے رہے ہیں؛ ہیکل کی تنظیموں نے ہیکل کی تعمیر کے لیے بلو پرنٹس بھی جمع کرائے ہیں؛ اور وہ زیورات بھی تیار کیے ہیں جو رمضان کے مہینے میں رکھے جائیں گے؛ اس تحریک کے کارکن کو اس وقت گرفتار کیا گیا جب وہ اور یہودی انتہا پسندوں کے ایک گروپ نے ایک بکرے کو ایک رسمی قربانی کے لیے الاقصیٰ کے احاطے میں لانے کی کوشش کی۔

پڑوسی ملک کے معروف روزنامہ امت نے اپنی یکم اپریل ۲۰۲۴ کی اشاعت میں سرخ گائے سے متعلق ایک قدرے تفصیلی رپورٹ شائع کی ہے؛ جو نہایت چشم کشا ہے جس کا خلاصہ آنے والی سطور میں پیش کیا جا رہا ہے: یہودی روایت کہتی ہے کہ ایک بالکل سرخ گائے کی راکھ اس پاکیزگی کے لیے درکار ہے جس سے مسجد الاقصیٰ کے مقام پر تیسرا ہیکل سلیمانی تعمیر کرنے کی شرط پوری ہو جائے گی؛ اس کے بعد خیر و شر کا آخری معرکہ ہوگا اور دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا؛ دراصل اس روایت کے پیچھے ناپاک صہیونی سازش کا منصوبہ چھپا ہے جو مسلمانوں کے قبلۂ اول مسجد اقصیٰ کی جگہ یہودی عبادت گاہ تعمیر کرنے سے متعلق ہے؛ انتہا پسند یہودی گروپوں کا کہنا ہے کہ ہیکل مقبوضہ بیت المقدس میں بلند سطح پر تعمیر کیا جانا چاہیے؛ جہاں مسجد اقصیٰ؛ گنبد صخرہ موجود ہے؛ کچھ کا خیال ہے کہ اس مقام پر تیسرے یہودی معبد کی تعمیر مسیحا کی آمد کا اعلان ہوگا۔

کچھ روز قبل فلسطینی شہر نابلس کے قریب ایک غیر قانونی اسرائیلی بستی شیلو کے مضافات میں چند درجن اسرائیلی ایک کانفرنس میں جمع ہوئے؛ تاکہ سرخ گائے کی مذہبی اہمیت پر تبادلہ خیال کیا جا سکے؛ اور اس کی ایک جھلک بھی دیکھیں؛ وہاں موجود ایک 38 سالہ اسرائیلی آبادکار چیم نے معروف نیوز ویب سائٹ میڈلسٹ آئی سے بات کرتے ہوئے کہا: یہودی تاریخ کے لیے یہ ایک نیا لمحہ ہے کہ وہ مسجد اقصیٰ کی جگہ تیسرے ہیکل کی تعمیر سے متعلق اپنے دیرینہ خواب کو عملی جامہ پہنانے کے لیے تیار ہیں؛ تیسری یہودی عبادت گاہ کی تعمیر کے لیے قائم کردہ تھرڈ ٹیمپل کمیونٹی کے ارکان ٹیمپل انسٹیٹیوٹ کی قیادت میں جس نے اس کانفرنس کا انعقاد کیا برسوں سے ایک سرخ گائے کو تلاش کر رہے ہیں؛ جو ان کے بقول تورات میں بیان کردہ خصوصیات کے حامل ہوگی؛ ایک ایسی سرخی مائل بھوری گائے جس پر کسی اور رنگ کا ایک دھبہ بھی نہ ہو؛ حتیٰ کہ اس کا ایک بال تک سفید یا سیاہ نہیں ہونا چاہیے؛ جسے نہ کبھی ہل میں جوتا گیا ہو اور نہ کوئی اور کام لیا گیا ہو؛ اس کانفرنس میں موجود سرخ گائے کے پمفلٹ کے مترجم 71 سالہ یہودا نے کہا کہ یہ گائیں امریکی ریاست ٹیکساس سے لائی گئی تھیں اور ان کی پاکیزگی برقرار رکھنے کے لیے انہیں خاص حالات میں پالا گیا مکمل سرخ گائے دو ہزار برس سے نہیں دیکھی گئی؛ جب

رومیوں نے دوسرے یہودی ہیکل کو تباہ کیا تھا؛ تاہم 70 عیسوی میں کامل سرخ گائے کی ایک جھلک نظر آئی، چنانچہ کچھ یہودی کارکنوں اور امریکی عیسائیوں نے سرخ گایوں کی افزائش نسل کا فیصلہ کیا؛ جن کا اعتقاد ہے کہ تیسرے یہودی ہیکل کی تعمیر مسیح کی آمد اور آرمیگاڈون (نیکی اور بدی کی آخری عالمی جنگ) کا سبب بنے گی؛ 2022 میں پانچ کم عمر سرخ گائیں بہت دھوم دھام کے ساتھ ٹیکساس کے ایک کھیت سے اسرائیل پہنچی؛ اب یہ گائیں آثار قدیمہ کے ایک پارک میں رکھی گئی ہیں؛ چند روز پہلے شیلو کے مضافات میں ہونے والی سرخ گائے کانفرنس اگرچہ عام تقریبات جیسی تھی؛ یہودی ربی اور مذہبی اسکالرز تورات پڑھنے میں مصروف تھے؛ ہجوم میں سے چند لوگ مدھم روشنی کے نیچے آہستگی سے سر ہلا رہے تھے؛ تاہم اس تقریب کو جو چیز منفرد بنا رہی تھی وہ یہ تھی کہ پہلے دو مقررین اپنے کندھوں پر اسالٹ رائفلیں لٹکائے کھڑے تھے؛ شیلو آثار قدیمہ کے سربراہ کوبی مامو نے اپنے ابتدائی کلمات میں کہا: حزب اللہ کو اس کانفرنس کا پتہ چل گیا ہے؛ اور وہ ٹیلی گرام پر اس کے بارے میں بات کر رہے ہیں؛ لبنانی مسلح تحریک حزب اللہ نے اس دن کے اوائل میں شمالی اسرائیل پر راکٹ برسائے تھے؛ یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے یہ راکٹ اس کانفرنس کی وجہ سے فائر کیے تھے؛ تاہم نیوز ویب سائٹ کے مطابق اس کانفرنس نے عرب سوشل میڈیا کو ضرور متوجہ کر لیا ہے؛ کانفرنس کو مثلث صہیونی سازش قرار دے کر زیادہ تر طنزیہ و مزاحیہ پوسٹیں کی جارہی ہیں؛ تھرڈ ٹیمپل گروپ سے تعلق رکھنے والے ربی اضحاک مامو نے کرسچن براڈ کاسٹنگ نیٹ ورک کو بتایا تھا کہ اس سال یہودی تہوار" پاس اوور" کے لیے ایک تقریب کا منصوبہ بنایا تھا جو اپریل کے آخر میں آتی ہے؛

غزہ میں اسرائیل سے لڑنے والی فلسطینی تحریک حماس نے سرخ گایوں سے جڑے منصوبے کے بارے میں تشویش کا اظہار کیا ہے؛ حماس کی قیادت کے ساتھ رابطے میں رہنے والے ایک سینیئر فلسطینی ذریعے نے نومبر میں مڈل ایسٹ آئی کو بتایا تھا کہ مسجد اقصیٰ میں یہودیوں کی مستقل موجودگی کی کوششوں پر حماس نے گہری نظر رکھی ہوئی ہے؛ اس ذریعے کے بقول یہودی منصوبے میں صرف ایک چیز باقی رہ گئی ہے؛ وہ ہے سرخ گائے کو ذبح کرنا؛ جو انہوں نے امریکہ سے درآمد کی ہیں؛ اگر انہوں نے ایسا کیا تو یہ تیسرے ہیکل کی تعمیر نو کا اشارہ ہوگا؛ جنوری میں حماس کے عسکری ونگ کے ترجمان ابوعبیدہ نے ۷/ اکتوبر کو غزہ کی پٹی کے قریب اسرائیل پر حملے کے 100 دن مکمل ہونے کے موقع پر ایک تقریر کی؛ جس میں انہوں نے بتایا تھا کہ اسرائیل پر حملہ کرنے کے فیصلے کا سرخ گایوں کی درآمد اور اس کے پیچھے یہودی منصوبے سے براہ راست تعلق تھا؛ جو ترجمان کے بقول پوری فلسطینی قوم کے جذبات کے خلاف جارحیت ہے؛ لاس اینجلس سے تعلق رکھنے والا 19 سالہ طالب علم یاکوف

صرف سرخ گائے دیکھنے کے لیے آیا؛ یاکوف نے نیوز ویب سائٹ کو بتایا کہ میں نے ساری زندگی سرخ بچھڑوں اور پہلے اور دوسرے ہیکل سلیمانی کے بارے میں سنا تھا؛ ان میں سے ایک یعنی سرخ گائیں دیکھنے کے موقع پر بہت پرجوش ہوں؛ تھرڈ ٹمپل مومنٹ کے ایک پرانے رکن نے کہا کہ سرخ گائے کو ذبح کرنے اور مسجد اقصیٰ کی جگہ تیسرا ہیکل بنانے کے درمیان بہت طویل سفر طے کرنا ہے؛ اس نے 13 مسائل کی نشاندہی کی ہے؛ جنہیں تعمیر شروع کرنے سے پہلے حل کرنا ضروری ہے؛ جن میں سے ایک ایک منصوبے کو قانونی شکل دینے کے لیے اسرائیل کی پارلیمنٹ سے اجازت حاصل کرنا ہے؛ 1967 میں مشرقی بیت المقدس پر قبضہ کرنے کے بعد سے اسرائیلی حکومت نے مسجد اقصیٰ کے احاطے میں یہودیوں کی عبادت اور موجودگی پر عثمانی دور کی سخت پابندیاں برقرار رکھی ہوئی ہیں؛ یروشلم کے چیف ربی نے 1921 میں الاقصیٰ میں داخلے پر پابندی لگا رکھی ہے چیف ربی کے حکم نامے کے مطابق جب تک یہودی اپنی تطہیر نہ کرلیں مسجد اقصیٰ میں داخل نہ ہوں؛ اور ان کے نزدیک یہ پاکیزگی سرخ گائے کی راکھ کے بغیر ناممکن ہے؛ بار ایلان یونیورسٹی کے ایک پروفیسر کی تحقیق سے اندازہ لگایا گیا ہے کہ ایک گائے کی راکھ سے اتنا پانی پاک کیا جاسکتا ہے جو 660 ارب بار طہارت کے لیے کافی ہوگا؛ تھرڈ ٹمپل کی کمیونٹی کے کچھ کارکنوں نے اس سے پہلے بھی الاقصیٰ کے احاطے میں رسمی قربانیاں ادا کرنے کی کوشش کی تھی؛ لیکن اسرائیلی فوجیوں کی جانب سے ایسا کرنے سے روک دیا گیا تھا" (روزنامہ امت یکم اپریل 2024)

مختصر یہ کہ سرخ گائے کے حوالے سے اسرائیلی حلقوں میں جو سرگرمیاں دیکھی جارہی ہیں وہ امت مسلمہ کے لیے نہایت تشویش ناک ہیں؛ مسجد اقصیٰ مسلمانوں کا قبلۂ اول ہے؛ اس کے خلاف کسی بھی قسم کی جارحیت مسلمانوں کے لیے ناقابل برداشت ہے؛ اقصیٰ کے تعلق سے مسلمانوں میں جو عقیدت ومحبت پائی جاتی ہے؛ کسی صورت اسے ختم نہیں کیا جاسکتا؛ عالم اسلام کے حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسرائیل کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ رہیں اور اقصیٰ کے خلاف کی جانے والی سازشوں کو ناکام بنانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

افاداتِ اکابر

حسد....ایک مہلک مرض!

مولانا مفتی محمد ابراھیم قاسمی حسامی زید فضلہ ناظم مدرسہ اسلامیہ صفہ للبنات وقار آباد نے مدیر محترم حضرت مولانا محمد عبد القوی صاحب مدظلہ العالی کے اصلاحی خطاب سے چند اقتباسات مرتب فرما کر افادۂ عام کے لئے قارئین اشرف الجرائد کی خدمت میں پیش کیا۔

''حسد'' کہتے ہیں کسی کے پاس اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ اُس سے یہ نعمت چھن جائے، چاہے مجھے حاصل ہو یا نہ ہو۔ یہ ایک ایسی باطنی اور روحانی بیماری ہے جو انسان کے سینے میں کینہ، بغض اور کھوٹ کا بیج بو دیتی ہے، جس سے انسان کے تمام نیک اعمال تلف ہوجاتے ہیں، اور اُس سے اعمالِ صالحہ کی توفیق اللہ تعالیٰ چھین لیتے ہیں۔ معاشرتی زندگی کے حوالے سے مختلف مواقع پر ہادیِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی اُمت کو حسد، کینہ، بغض اور ان جیسی دیگر باطنی اور روحانی بیماریوں سے بچنے کی ہمیشہ تاکید فرمائی ہے اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اتفاق و اتحاد، موافقت و یگانگت اور بھائی چارگی کی تعلیم دی ہے، چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ حسد نہ کرو، نہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بغض رکھو، اور نہ ہی آپس میں ایک دوسرے سے قطع تعلق کرو، اور اللہ کے بندو بھائی بھائی ہوجاؤ۔'' (صحیح مسلم، ج: ۴،ص: ۱۹۸۳) ایک دوسری روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''حسد سے بچو، کیوں کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔'' اور ایک روایت میں آیا ہے کہ: ''حسد نیکیوں کے نور کو بجھا دیتا ہے۔'' (سنن ابی داؤد، ج: ۴، ص: ۲۷۶) ایک اور روایت میں آتا ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا، تو اتنے میں ایک انصاری آئے جن کی داڑھی سے وضو کے پانی کے قطرے گر رہے تھے، اور اُنہوں نے بائیں ہاتھ میں جوتیاں اُٹھائے رکھی تھیں۔ اگلے دن پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

وہی بات فرمائی، تو پھر وہی انصاری اسی طرح آئے جس طرح پہلی مرتبہ آئے تھے۔ تیسرے دن پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ویسی ہی بات فرمائی اور وہی انصاری اسی حال میں آئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجلس سے اُٹھے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما اُس انصاری کے پیچھے گئے، اور اُن سے کہا: ''میرا والد صاحب سے جھگڑا ہو گیا ہے، جس کی وجہ سے میں نے قسم کھالی ہے کہ میں تین دن تک اُن کے پاس نہیں جاؤں گا۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو آپ مجھے اپنے ہاں تین دن ٹھہرا لیں؟'' اُنہوں نے کہا: ''ضرور!'' پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ: ''میں نے اُن کے پاس تین راتیں گزاریں، لیکن میں نے اُن کو رات میں زیادہ عبادت کرتے ہوئے نہ دیکھا، البتہ جب رات کو اُن کی آنکھ کھل جاتی تو بستر پر اپنی کروٹ بدلتے اور تھوڑا سا اللہ کا ذکر کرتے اور ''اللہ اکبر'' کہتے، اور نمازِ فجر کے لیے بستر سے اُٹھتے۔ ہاں! جب بات کرتے تو خیر ہی کی بات کرتے۔ جب تین راتیں گزر گئیں اور مجھے ان کے تمام اعمال عام معمول ہی کے نظر آئے (اور میں حیران ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے لیے بشارت تو اتنی بڑی دی، لیکن ان کا کوئی خاص عمل تو ہے نہیں) تو میں نے اُن سے کہا: ''اے اللہ کے بندے! میرا والد صاحب سے کوئی جھگڑا نہیں ہوا، نہ کوئی ناراضگی ہوئی، اور نہ میں نے اُنہیں چھوڑنے کی قسم کھائی، بلکہ قصہ یہ ہوا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آپ کے بارے میں تین مرتبہ یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: ''ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آنے والا ہے۔'' اور تینوں مرتبہ آپ ہی آئے۔ اِس پر میں نے سوچا کہ میں آپ کے ہاں رہ کر آپ کا خاص عمل دیکھوں اور پھر اس عمل میں آپ کے نقشِ قدم پر چلوں۔ میں نے آپ کو کوئی بڑا کام کرتے ہوئے تو دیکھا نہیں، تو اب آپ بتائیں کہ آپ کا وہ کون سا خاص عمل ہے جس کی وجہ سے آپ اس درجہ کو پہنچ گئے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بتایا؟ اُنہوں نے کہا: ''میرا کوئی خاص عمل تو ہے نہیں، وہی اعمال ہیں جو تم نے دیکھے ہیں۔'' میں یہ سن کر چل پڑا۔ جب میں نے پشت پھیری تو اُنہوں نے مجھے بلایا اور کہا: ''میرے اعمال تو وہی ہیں جو تم نے دیکھے ہیں، البتہ یہ ایک خاص عمل ہے کہ ''میرے دل میں کسی مسلمان کے بارے میں کھوٹ نہیں ہے اور کسی کو اللہ نے کوئی خاص نعمت عطا فرما رکھی ہو تو میں اس پر اُس سے ''حسد'' نہیں کرتا۔'' میں نے کہا: ''اسی چیز نے آپ کو اتنے بڑے درجے تک پہنچایا ہے۔'' (اخرجہ احمد باسناد حسن والنسائی، بحوالہ حیاۃ الصحابہؓ، ج:۲، ص:۴۵۸، ۴۵۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دو شخصوں کے سوا کسی پر ''حسد'' کرنا جائز نہیں: ایک وہ شخص کہ جس کو حق تعالیٰ شانہ نے قرآن شریف کی تلاوت عطا فرمائی ہو اور وہ دن رات اس میں مشغول رہتا ہو۔ اور دوسرا وہ شخص کہ جس کو حق سبحانہ وتعالیٰ نے مال و دولت کی فراوانی عطا فرمائی ہو اور وہ دن رات اس کو خرچ کرتا ہو۔'' (صحیح بخاری، ج:۹، ص:۱۵۴، جامع

ترمذی، ج:۴، ص:۳۳۰) اسمٰعیل بن اُمیہؒ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''تین چیزیں ایسی ہیں جن سے آدمی عاجز نہیں: ۱:۔بدشگونی، ۲:۔بدظنی، ۳:۔حسد۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ''بدشگونی سے تجھے نجات اس طرح مل سکتی ہے کہ تو اُس پر عمل ہی نہ کر۔ اور بدظنی سے تجھے نجات اس طرح مل سکتی ہے کہ تو اُس کے بارے میں بات ہی نہ کر۔ اور حسد سے تجھے نجات اس طرح مل سکتی ہے کہ تو اپنے مسلمان بھائی کی برائی کے پیچھے مت پڑ!۔(جامع معمر بن راشد، ج:۱۰، ص:۴۰۳)

مضارب بن حزنؒ کہتے ہیں کہ: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ لوگوں کو حضرت عثمانؓ کے قتل پر کس چیز نے اُبھارا؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ: ''حسد'' نے۔'' (کتاب السنۃ، ج:۲، ص:۵۵۶) امام ابن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ: ''حسد'' وہ پہلا گناہ ہے جو آسمان پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے کیا گیا، یعنی شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام پر حسد کیا۔ اور یہی وہ پہلا گناہ ہے جو زمین پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے کیا گیا، یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی پر حسد کیا اور اُس کو قتل کردیا۔ (المجالسۃ وجواہر العلم، ج:۳، ص:۵۱) امام اصمعیؒ فرماتے ہیں کہ: ''میں نے بنوعذرہ نامی قبیلہ میں ایک اعرابی (بدو) کو دیکھا جس کی ایک سو بیس سال عمر تھی، میں نے اُس سے پوچھا کہ تمہاری اتنی لمبی عمر کا راز کیا ہے؟ تو اُس نے بتایا کہ: ''میں نے حسد کرنا چھوڑ دیا ہے، اس لیے ابھی تک باقی (زندہ) ہوں۔'' (المجالسۃ وجواہر العلم، ج:۳، ص:۵۲) رجاء بن حیوۃؒ کہتے ہیں کہ: ''جو کوئی موت کو اکثر یاد کرتا ہو وہ ''حسد'' اور ''خوشی'' کو ترک کردیتا ہے۔'' (حلیۃ الاولیاء، ج:۵، ص:۱۷۳) سفیان بن عیینہؒ کہتے ہیں کہ: ''کینہ' حسد ہی کو کہتے ہیں، جو اس سے نکلے وہ ''شر'' ہے اور جو اس میں باقی رہے وہ ''کینہ'' ہے، اور جس شخص میں حسد نام کی ذرہ سی بھی کوئی چیز ہوتی ہے، وہ صحیح سلامت نہیں رہتا۔'' (حلیۃ الاولیاء، ج:۷، ص:۲۸۴)

الغرض حسد، کینہ، بغض اور کھوٹ یہ ایسی باطنی اور روحانی بیماریاں ہیں جو اوّل تو انسان کو نیک اعمال کی طرف راغب ہی نہیں ہونے دیتیں، بلکہ اُلٹا پہلے سے جو نیک اعمال اُس نے کیے ہوتے ہیں، اُن کو بھی کو ضائع کردیتی ہیں اور اس طرح رفتہ رفتہ انسان اعمالِ صالحہ سے دور ہوتے ہوتے معاصی اور گناہوں کی دلدل میں پھنس جاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اُس سے اعمالِ صالحہ کی توفیق چھین لیتے ہیں، اور وہ کوئی نیک عمل نہیں کرسکتا۔

فقہ وفتاویٰ

آپ کے شرعی مسائل

از: مفتی محمد ندیم الدین قاسمی*

اللہ کو" گاڈ" کہنا

سوال: کیا اللہ کو" گاڈ" کہنا درست ہے؟

جواب: اللہ کو" گاڈ" کہنا درست ہے؛ کیوں کہ اللہ کے بہت سارے نام ہیں، اور اللہ کو انگریزی زبان میں" گاڈ" کہا جاتا ہے۔(محقق ومدلل جدید مسائل،۱/ ۵۵)

اجمیر شریف کے سات چکر لگانا

سوال: ثواب کی نیت سے اجمیر شریف کے چکر لگانا کیا درست ہے؟

جواب: ثواب کی نیت سے اجمیر شریف کے چکر لگانا باعثِ ثواب تو کیا؟ حرام ہے؛ کیوں کہ شریعت میں اس کی ممانعت آئی ہے؛ لہٰذا ان افعال سے اجتناب از حد ضروری ہے۔(محقق ومدلل جدید مسائل،۱/ ۶۸)

دلہن پر قرآن کا سایہ کرنا

سوال: آج کل شادی کے موقعہ پر دلہن کے سر پر قرآن کا سایہ کیا جاتا ہے، تو کیا یہ درست ہے؟

جواب: شرعاً اس کا کوئی ثبوت نہیں، اور اس امر کو ضروری یا سنت سمجھنا بدعت، گمراہی اور گناہِ کبیرہ ہے؛ لہٰذا اس سے اجتناب لازم ہے۔(محقق ومدلل جدید مسائل،۱/ ۹۱)

"اللہ نے فلاں کو بیمار کیا" کہنا

سوال: کیا یہ کہنا درست ہے کہ اللہ نے فلاں کو بیمار کیا؟

جواب: اللہ، خیر وشر دونوں کے خالق ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کی عظمت، علوِ شان، اور حسنِ ادب کے پیش نظر خیر کی نسبت کرنا تو درست ہے، مثلاً: یوں کہنا کہ" اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی" لیکن شر کی نسبت کرنا خلافِ ادب ہے۔(فتاویٰ عثمانیہ،۱/ ۹۵)

* استاذ شعبہ عالمیت ادارہ ہذا

کلمہ طیبہ کے ساتھ ”صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ پڑھنا

سوال: کیا کلمۂ طیبہ کے ساتھ ”صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ پڑھنا جائز ہے؟

جواب: کلمۂ طیبہ تو صرف ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ ہی ہے؛ لیکن چوں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جب بھی نام لیا جائے، تو درود شریف پڑھنا احادیث سے ثابت ہے، اس لئے کلمہ کے بعد ”صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ پڑھ لیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں؛ البتہ اس میں یہ احتیاط کرنی چاہئے کہ ”صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ کہتے وقت لہجہ کچھ بدل لیا جائے تا کہ کلمہ پر اضافہ کا شبہ نہ ہو۔ (فتاویٰ عثمانی: ۱/ ۵۵)

فرض نماز کے بعد ”ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی“ پڑھنا

سوال؛ اگر فرض نماز کے بعد ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی والی آیت پڑھے تو شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟ اور کیا بدعت حسنہ ہو سکتی ہے؟

جواب: آج کل جس طرح اس آیت کو پڑھنے کا التزام کیا جاتا ہے کہ اس کے تارک پر ایسی نکیر کی جاتی ہے جیسے فرائض کے تارک پر کی جاتی ہے، تو یہ بدعت سیئہ ہے، اور ”بدعت“ اصطلاحی معنوں میں صرف سیئہ ہی ہوتی ہے، حسنہ نہیں ہوتی لقولہ علیہ السلام: کل بدعۃ ضلالہ۔ (فتاویٰ عثمانی: ۱/ ۱۰۱)

کفن پر کلمہ طیبہ لکھنا

سوال: کفن پر کلمہ طیبہ لکھنا آپ کے خیال میں کیسا ہے؟

جواب: جائز تو ہے لیکن چوں کہ صحابۂ کرام، سلف صالحین سے منقول نہیں ہے، اس لئے نہ لکھنا ہی بہتر ہے۔ (فتاویٰ عثمانی: ۱/ ۱۰۵)

قرآن کریم کے قصوں کی فلم بندی کا شرعی حکم

سوال: ایک فلم قصص القرآن کے نام جاری کی گئی ہے جس کے اندر مختلف قرآنی واقعات کو فلم کے طور پر پیش کیا گیا ہے مثلاً بنی اسرائیل کے ذبح کا واقعہ، فرعون کے غرق ہونے کا واقعہ، اور بنی اسرائیل کے خروج کا واقعہ وغیرہ وغیرہ۔۔۔ ایسی فلموں کو دیکھنے اور دکھلانے کا کیا شرعا کیا حکم ہے؟

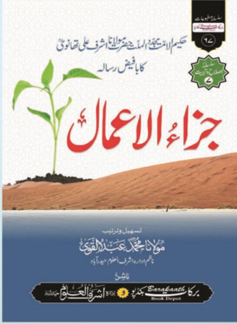
جواب: قرآن کریم کے واقعات کی مصور فلم بنانا، دیکھنا اور دکھلانا ہرگز جائز نہیں بلکہ قرآن کریم کی بے حرمتی کی بنا پر اس عمل شدید وبال کا اندیشہ ہے، اس لئے ایسی فلموں کو دیکھنا دکھانا ہرگز جائز نہیں ہے۔

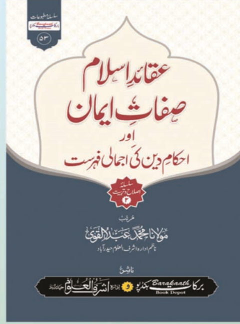
(فتاویٰ عثمانی: ۱/ ۱۸۵)

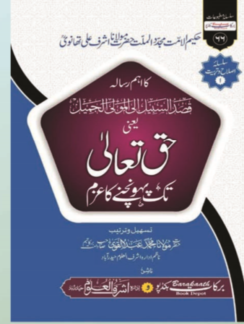
ASHRAFUL JARAID MONTHLY Rs20/-

RNI No: APURD/2007/24089 Postal. No: HSE/884/23-25

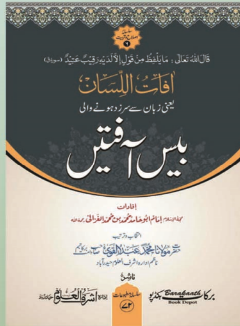
Date of Publication 3rd May-24, date of Posting 5th May-24

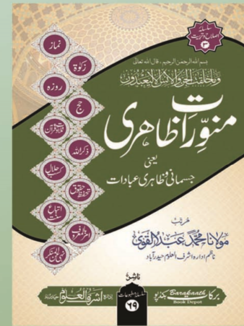


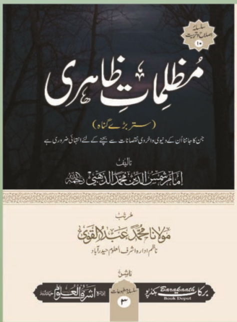


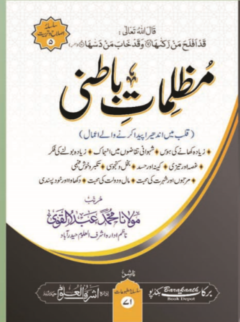


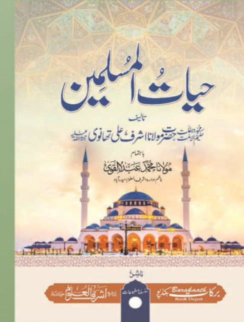












Printer, Publisher & Owner: Mohd Abdul Qavi, # 17-1-391/2, Khaja Bagh, Sayeedabad Colony, Hyderabad- 500059

Published from: # 17-1-391/2, Khaja Bagh, Sayeedabad Colony, Hyderabad- 500059

Editor : Mohammed Abdul Qavi. Printed at: Aish Offset Printers, Cellar Masjid-e-Meraj, Sayeedabad, Hyd-59